قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 24 اگست 2022ء | 26 محرم 1444 ہجری قمری | 24 ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 178

فرمانِ رسولؐ

کیف أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وإِمَامُكُمْ مِنكُمْ

(صحیح البخاری کتاب أحادیث الأنبیاء باب نزول عیسی ابن مریم علیہما السلام)

تمہاری حالت کیسی ہو گی جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تم ہی میں سے امام ہوں گے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

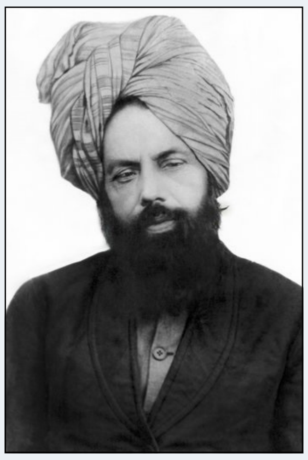

- ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَرَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا یعنی ہم نے اس کو یعنی اس نبی کو عالی مرتبہ کی جگہ پر اٹھالیا۔ اس آیت کی تشریح یہ ہے کہ جو لوگ بعد موت خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں ان کے لئے کئی مراتب ہوتے ہیں۔سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس نبی کو بعد اٹھانے کے یعنی وفات دینے کے اُس جگہ عالی مرتبہ دیا۔ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے جو موت کے بعد ہوتا ہے۔ ورنہ یہ محذور لازم آتا ہے کہ وہ نبی مرنے کے لئے زمین پر آوے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 385، حاشیہ)

- تیسویں آیت یہ ہے اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ … قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا (بنی اسرائیل:94) یعنی کفار کہتے ہیں کہ تُو آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھلا تب ہم ایمان لے آویں گے۔ اِن کو کہہ دے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے اور کوئی نہیں ہوں کہ ایک آدمی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہیں صاف جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جاوے۔ اب اگر جسم خاکی کے ساتھ ابن مریم کا آسمان پر جانا صحیح مان لیا جائے تو یہ جواب مذکورہ بالا سخت اعتراض کے لائق ٹھہر جائے گا اور کلام الٰہی میں تناقض اور اختلاف لازم آئے گا لہٰذا قطعی اور یقینی یہی امر ہے کہ حضرت مسیح بجسدہ العنصری آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ موت کے بعد آسمان پر گئے ہیں۔ بھلا ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا موت کے بعد حضرت یحییٰؑ اور حضرت آدمؑ اور حضرت ادریسؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ وغیرہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے یا نہیں؟ اگر نہیں اٹھائے گئے تو پھر کیونکر معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ نے ان سب کو آسمانوں میں دیکھا۔ اور اگر اٹھائے گئے تھے تو پھر ناحق مسیح ابن مریم کی رفع کے کیوں اَور طور پر معنے کئے جاتے ہیں۔تعجب کہ تَوَفِّی کا لفظ جو صریح وفات پر دلالت کرتا ہے جابجا ان کے حق میں موجود ہے اور اٹھائے جانے کا نمونہ بھی بدیہی طور پر کھلا ہے۔ کیونکہ وہ انہیں فوت شدہ لوگوں میں جا ملے جو ان سے پہلے اٹھائے گئے تھے۔ اور اگر کہو کہ وہ لوگ اٹھائے نہیں گئے تو مَیں کہتا ہوں کہ وہ پھر آسمان میں کیونکر پہنچ گئے۔ آخر اٹھائے گئے تبھی تو آسمان میں پہنچے۔ کیا تم قرآن شریف میں یہ آیت نہیں پڑھتے وَرَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا کیا یہ وہی رفع نہیں ہے جو مسیح کے بارہ میں آیا ہے؟ کیا اس کے اٹھائے جانے کے معنی نہیں ہیں؟ فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ (یونس:33)‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 438)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِدۡرِیۡسَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ﴿٥٧﴾ وَّرَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ﴿٥٨﴾

(مریم: 57- 58)

ترجمہ: اور (اس) کتاب میں ادریس کا ذکر بھی کر۔ یقیناً وہ بہت سچا (اور) نبی تھا اور ہم نے اس کا ایک بلند مقام کی طرف رفع کیا تھا۔

فرمان خلیفہ وقت

اگر بائبل میں مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بارہ میں لوقا باب 24 آیت 51 میں لکھا ہے۔ تو ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں بھی جنہیں بائبل حنوک کہتی ہے، اوپر اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔ اگر اوپر اٹھایا جانا خدا بننے کا معیار ہے تو حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس معیار پر پورا اترتے ہیں اور اگر ادریسؑ وہ مقام حاصل نہیں کر سکے تو پھر عیسیٰؑ کی الوہیت بھی ثابت نہیں ہوتی۔

جہاں تک قرآن کریم کا سوال ہے تو قرآن کریم کی جو آیت مَیں نے ابھی پڑھی ہے اس میں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت زیادہ شاندار رفع کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ پس بائبل اور قرآن دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی کسی نبی کے اس طرح اٹھائے جانے کا ذکر ہے اور یہ بات اس چیز کا ردّ کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی غیر معمولی ہستی یا شخصیت تھے یا ان کا کوئی غیر معمولی مقام تھا۔ عیسائی اب نہیں مانتے اور عیسائیت کی تعلیم اتنی توڑی مروڑی جا چکی ہے کہ انہوں نے تو نہیں ماننا لیکن جو مسلمان ہیں ان کو تو اس آیت سے راہنمائی لینی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا تو یہ وعدہ ہے اور ایک سچا وعدہ ہے اور قیامت تک سچا رہے گا کہ قرآن کریم کی تعلیم میں کبھی بھی تحریف نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کے سامان فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کے لئے اپنے ایک برگزیدہ کو بھیج دیا تو اس وقت پھر کوئی بھی تو جواز نہیں رہتا کہ غلط قسم کی تفسیریں اور تشریح کی جائے۔ یہاں مَیں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ یہودی لٹریچر میں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو یہ حنوک کہتے ہیں ان کے بارہ میں کافی تفصیل موجود ہے اور واضح لکھا ہے کہ انہیں دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا لیکن جب دنیا گناہوں سے بھر گئی تو خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ بہرحال یہ تو یہودیوں کا نظریہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 10 جولائی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ہمیں ربوہ کا پھر جلسہ دکھا دے (منظوم)
- احکام خداوندی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً
- حکایات بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ
- پہلی تربیتی کلاس خدام الاحمدیہ
- دنیا میں امن و سلامتی کے لیے خلافت احمدیہ کی بین الاقوامی کوششیں

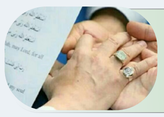

دربارِ خلافت

انسان سے کُتپن نہیں ہوتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر ایک موقع پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوّت اور محبّت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزّت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے‘‘۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ ’’اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کرلو‘‘۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی لڑائی تو نہیں، اللہ تعالیٰ سے سچی صلح یہی ہے کہ اُس کے احکامات پر عمل کیا جائے اور اُس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے، اُس کے بندوں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ ’’اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔ تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے‘‘۔ کوشش کرو گے ’’تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو‘‘ جڑی بوٹیوں کو ’’اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور کھیت کو خوش نما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں، ان کی مالک پروا نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر اپنے تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھی پروا نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں ہر روز ذبح ہوتیں ہیں۔ پر اُن پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پُرس ہوتی ہے‘‘۔ ایک انسان مارا جاتا ہے تو باز پرس ہوتی ہے، قانون پوچھتا ہے، لیکن جانور ذبح ہوتے ہیں، کوئی رحم نہیں کرتا۔ ’’سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپروا بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہو گا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے، کیونکہ کوئی بات بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ ... یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خُلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 174-175 ایڈیشن 2003ء)

پھر جماعت کو اخلاقی ترقی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ’’پس ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی اُن پر سختی کرے تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں‘‘۔ اور یہی ایک سبق ہے جو ہم دنیا کو دیتے ہیں کہ یہ معیار ہے دنیا میں امن قائم کرنے کا، اور دنیا پھر اس کو پسند کرتی ہے۔ لیکن ہمارے عملی نمونے بھی ایسے ہونے چاہئیں۔ فرمایا: ’’انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ اَمّارہ، لَوّامہ، مُطْمَئِنّہ۔ اَمّارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا‘‘ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا ’’اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے۔ مگر حالت لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے‘‘۔ دل بار بار اُس کو ملامت کرتا ہے کہ میں نے برائی کی۔ فرماتے ہیں کہ: ’’مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کتّے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتّے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی ’’آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اُس کتّے کو۔‘‘ اس نے جواب دیا۔ ’’بیٹی! انسان سے کُتپن نہیں ہوتا۔‘‘ اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا، مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ (الاعراف:200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خُلق مجسّم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزّت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپؐ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوّامہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرّہ کی بات ہے اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے، اسی قدر اُس سے عزت بچا لو گے۔

(خطبہ جمعہ 4/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہمیں ربوہ کا پھر جلسہ دکھا دے

خدایا! دین کا غلبہ دکھا دے
میرے آقا کو عزت بے بہا دے

امامِ وقت کو ربوہ میں لے آ
تو ربوہ کو بہاریں بے بہا دے

فضا ربوہ کی پھر مسرور کر دے
خلافت سے تُو ربوہ کو سجا دے

اذانیں گونجیں ربوہ کی فضا میں
اذانیں پھر تُو ربوہ کی سنا دے

پڑھیں صلِّ علیٰ گلیوں میں پھر سے
ہمیں توفیق پھر سے اے خدا! دے

دسمبر میں لگا دے پھر بہاریں
ہمیں ربوہ کا پھر جلسہ دکھا دے

ترے آگے بھلا مشکل ہی کیا ہے
تو مومن کو نشاں سارے دکھا دے

خواجہ عبدالمومن۔ ناروے

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 50

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

دعوت الی اللہ

’’ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔علیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

رسول کو پیغام حق پہنچانے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ

(المائدہ:68)

اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

(المائدہ:100)

رسول پر اچھی طرح پیغام پہنچانے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٣﴾

(التغابن:13)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم مُنہ موڑ لو تو (جان لو کہ) ہمارے رسول پر محض پیغام کا صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

کفار اور منافقین کے خلاف دعوت الی اللہ کرنا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

(التحریم:10)

اے نبی! کفار سے اور منافقین سے جہاد کر اور ان کے مقابلہ پر سختی کر۔

رسول کو اپنی رسالت کے اعلان کا حکم

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾

(الشعراء:107-108)

جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا تھا کیا تم تقویٰ سے کام نہیں لو گے؟ یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ

(الاحقاف:24)

اس نے کہا یقیناً علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو تمہیں وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے۔

نبی کو بشر رسول کے اعلان کا حکم

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

(بنی اسرائیل:94)

تُو کہہ دے کہ میرا ربّ (ان باتوں سے) پاک ہے (اور) میں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔

نبی کا قوم سے عباد اللہ کا مطالبہ

وَجَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٩﴾

(الدخان:18-19)

جب ان کے پاس ایک معزز رسول آیا تھا۔ (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کے بندے میرے سپرد کر دو۔ یقیناً میں تمہارے لئے ایک امین پیغمبر ہوں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران:105)

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔

پیغام کو کھول کھول کر پہنچانا

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ

(الحجر:95)

پس خوب کھول کر بیان کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٨﴾

(یٰس:18)

اور ہم پر کھول کھول کر بات پہنچانے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں۔

لوگوں پر نگران بنو

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

(البقرہ:144)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسطی اُمت بنا دیا تا کہ تم لوگوں پر نگران ہو جاؤ اور رسول تم پر نگران ہو جائے۔

اپنے اقرباء تک پیغام حق پہنچانا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٥﴾

(الشعراء:215)

اور اپنے اہل خاندان یعنی اقرباء کو ڈرا۔

مشرک والد کو پیغام حق

يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَاۗءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٥﴾

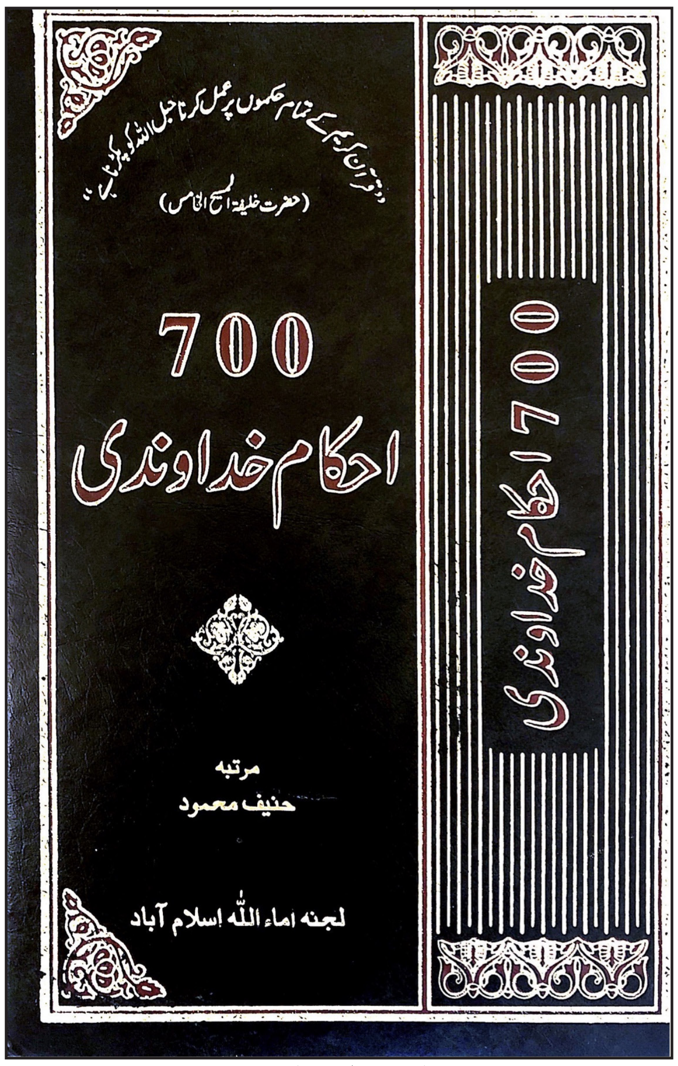

(مریم:44-45)

اے میرے باپ! یقیناً میرے پاس وہ علم آ چکا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا۔ پس میری پیروی کر۔ میں ٹھیک راستے کی طرف تیری رہنمائی کروں گا۔ اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر۔ شیطان یقیناً رحمان کا نافرمان ہے۔

بادشاہوں اور سرکردہ افراد کو تحریری پیغام حق کہ سرکشی نہ کریں

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٣٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣١﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ

(النمل:29-32)

یہ میرا خط لے جا اور اسے ان لوگوں کے سامنے رکھ دے پھر اُن سے ایک طرف ہٹ جا۔ پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (یہ خط دیکھ کر) اس (ملکہ) نے کہا اے سردارو! میری طرف یقیناً ایک معزز خط بھیجا گیا ہے۔ یقیناً وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (پیغام یہ ہے) کہ تم میرے خلاف سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔

حد سے بڑھی ہوئی قوم کو نصیحت اور تقویٰ کی تلقین

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿٦﴾

(الزخرف:6)

کیا ہم تمہیں نصیحت کرنے سے محض اس لئے باز آ جائیں گے کہ تم ایک حد سے بڑھی ہوئی قوم ہو؟

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 385-391)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 41

نماز کیا ہے؟

ایک قسم کی دعا ہے۔ جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعام الٰہیہ کا مورد بنادیتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے۔ اب ذرا غور کرو۔ نماز کی ابتدا اذان سے شروع ہوتی ہے۔ اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لا الہ الا اللہ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے۔ یہ فخر اسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اول اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اور۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملت میں نہیں ہے۔ پس نماز جو دعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم ہے مقدم رکھا ہے۔ ایسا ہی انسان کا اسم اعظم استقامت ہے۔ اسم اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) میں اس کی طرف ہی اشارہ فرمایا ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا (حٰمٓ السجدہ:31) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے نیچے آگئے اور اس کے اسم اعظم استقامت کے نیچے جب بضبہ بشریت رکھا گیا۔ پھر اس میں اس قسم کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے کہ ملائکہ کا نزول اس پر ہوتا ہے اور کسی قسم کا خوف وحزن ان کو نہیں رہتا۔ میں نے کہا ہے کہ استقامت بڑی چیز ہے۔ استقامت سے کیا مراد ہے؟ ہر ایک چیز جب اپنے عین محل اور مقام پر ہو وہ حکمت اور استقامت سے تعبیر پاتی ہے مثلاً دوربین کے اجزاء کو اگر جدا جدا کر کے ان کو اصل مقامات سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھ دیں وہ کام نہ دے گی۔ غرض وضع الشیء فی محلّہٖ کا نام استقامت ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ ہیئت طبعی کا نام استقامت ہے۔ پس جب تک انسانی بناوٹ کو ٹھیک اسی حالت پر نہ رہنے دیں اور اسے مستقیم حالت میں نہ رکھیں وہ اپنے اندر کمالات پیدا نہیں کرسکتی۔ دعا کا طریق یہی ہے کہ دونوں اسم اعظم جمع ہوں۔ اور یہ خدا کی طرف جاوے کسی غیر کی طرف رجوع نہ کرے خواہ وہ اس کی ہوا و ہوس ہی کا بُت کیوں نہ ہو۔ جب یہ حالت ہوجائے تو اس وقت اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ(المومن:61) کا مزا آجاتا ہے۔

پس میں چاہتا ہوں کہ آپ استقامت کے حصول کے لئے مجاہدہ کریں اور ریاضت سے اسے پائیں کیونکہ وہ انسان کو ایسی حالت پر پہنچا دیتی ہے جہاں اس کی دعا قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے۔ اس وقت بہت سے لوگ دنیا میں موجود ہیں جو عدم قبولیت دعا کے شاکی ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ افسوس تو یہ ہے کہ جب تک وہ استقامت پیدا نہ کریں دعا کی قبولیت کی لذت کو کیونکر پا سکیں گے۔ قبولیت دعا کے نشان ہم اسی دنیا میں پاتے ہیں۔ استقامت کے بعد انسانی دل پر ایک برودت اور سکینت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ کسی قسم کی بظاہر ناکامی اور نامرادی پر بھی دل نہیں جلتا۔ لیکن دعا کی حقیقت سے ناواقف رہنے کی صورت میں ذرا ذرا سی نامرادی بھی آتش جہنم کی ایک لپٹ ہو کر دل پر مستولی ہوجاتی ہے اور گھبرا گھبرا کر بے قرار کئے دیتی ہے۔ اسی کی طرف ہی اشارہ ہے۔ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ ۙ﴿۷﴾ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۸﴾ (الھمزہ:7-8) بلکہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تپ بھی نار جہنم کا ایک نمونہ ہے۔

اب یہاں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پاجانا تھا۔ اس لئے ظاہری طور پر ایک نمونہ اور خدا نمائی کا آلہ دنیا سے اٹھنا تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک آسان راہ رکھ دی کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ (ال عمران:32) کیونکہ محبوب اللہ مستقیم ہی ہوتا ہے۔ زیغ رکھنے والا کبھی محبوب نہیں بن سکتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا تا کہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے ...اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے دنیا کو محروم نہیں چھوڑا اور ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ ہاں اپنے ہاتھ سے اس نے ایک بندہ کو کھڑا کیا اور وہ وہی ہے جو تم میں بیٹھا ہوا بول رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے نزول رحمت کا وقت ہے۔ دعائیں مانگو استقامت چاہو اور درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے، اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں

اول۔ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ

(ال عمران:32)

دوم۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب:57)

تیسرا موہبت الٰہی۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 20-23 ایڈیشن 1984ء)

جب تک دعا کرنے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو دعا متاثر نہیں ہوتی

بعض لوگ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرو۔ مگر افسوس ہے کہ وہ کرانے کے آداب سے واقف نہیں ہوتے۔ عنایت علی نے دعا کی ضرورت سمجھی اور خواجہ علی کو بھیج دیا کہ آپ جا کر دعا کرائیں۔ کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا۔ جبتک دعا کرانے والا اپنے اندر ایک صلاحیت اور اتباع کی عادت نہ ڈالے دعا کارگر نہیں ہوسکتی۔ مریض اگر طبیب کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتا۔ ممکن نہیں کہ فائدہ اٹھا سکے۔ جیسے مریض کو ضروری ہے کہ استقامت اور استقلال کے ساتھ طبیب کی رائے پر چلے تو فائدہ اٹھائے گا۔ ایسے ہی دعا کرانے والے کے لئے آداب اور طریق ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے کسی نے دعا کی خواہش کی۔ بزرگ نے فرمایا کہ دودھ چاول لاؤ۔ وہ شخص حیران ہوا۔ آخر وہ لایا۔ بزرگ نے دعا کی اور اس شخص کا کام ہوگیا۔ آخر اسے بتلایا گیا کہ یہ صرف تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ ایسا ہی باوا فرید صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا قبالہ گم ہوا۔ اور وہ دعا کے لئے آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ قبالہ حلوائی کی دوکان سے مل گیا۔ ان باتوں کے بیان کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ جب تک دعا کرنے والے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو متاثر نہیں ہوتی۔ غرض جب تک اضطرار کی حالت پیدا نہ ہو اور دعا کرنے والے کا قلق دعا کرانے والے کا قلق نہ ہوجائے کچھ اثر نہیں کرتی بعض اوقات یہی مصیبت آتی ہے کہ لوگ دعا کرانے کے آداب سے واقف نہیں ہوتے اور دعا کا کوئی بین فائدہ محسوس نہ کرکے خدا تعالیٰ پر بدظن ہوجاتے ہیں اور اپنی حالت کو قابل رحم بنالیتے ہیں۔

بالآخر میں کہتا ہوں کہ خود دعا کرو یا دعا کراؤ۔ پاکیزگی اور طہارت پیدا کرو۔ استقامت چاہو اور توبہ کے ساتھ گر جاؤ کیونکہ یہی استقامت ہے اس وقت دعا میں قبولیت، نماز میں لذت پیدا ہوگی۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 23-24 ایڈیشن 1984ء)

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 57

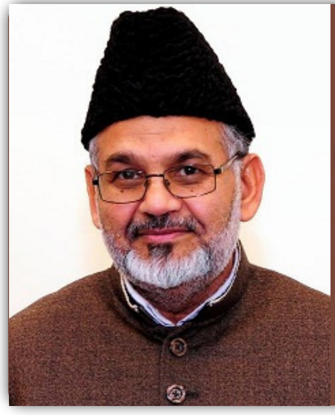

نیو یارک عوام نے اپنی اشاعت 20 جنوری 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ”خدا، اسلام اور رسول خدا کے نام پر خون“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون اس سے قبل تفصیل کے ساتھ پہلے لکھا جاچکا ہے۔ جس میں پاکستان میں ملائیت کی آکاس بیل اور بھٹو کے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے نیز ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے آرڈیننس کو آکاس بیل کے طور پر بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ یہ ایسی چیزیں ہیں جو پاکستان کو پنپنے نہیں دیں گی۔ اور احمدیوں کی 2 بڑی مساجد جو لاہور میں تھیں ان پر وحشیانہ حملے کے نتیجہ میں 80 سے زائد افراد کا موقعہ پر ہی مارا جانا، اس آرڈیننس اور بھٹو کا قومی اسمبلی میں سیاسی فیصلہ، کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 14 جنوری 2011ء میں صفحہ A9 پر ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر اس عنوان سے دی ہے۔ ”احمدی مسلمانوں نے چینو میں اپنا جلسہ سالانہ کیا“۔

اخبار نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کا ماٹو ”محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں“ ہے۔ انہوں نے اپنا 25 واں جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ کے ریجن کی جماعتوں کا چینو کی مسجد بیت الحمید میں کیا۔ امام شمشاد نے بتایا کہ گزشتہ 25 سالوں سے جب سے کہ یہ مسجد بنی ہے ہمارا سالانہ جلسہ یہاں بخیر وخوبی انجام پذیر ہوتے رہے اور جلسہ کی اغراض میں سے ایک یہ بھی ہے تاہم اپنے ہمسایوں کو اس میں آنے کی دعوت دیں اور ان کے ساتھ تعلقات مضبوط ہوں اور انہیں اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ حکومتی اہل کاروں کا بھی ہم شکریہ ادا کریں۔ اس سال یہ گروپ اپنے جلسہ میں 1200 لوگوں کی شرکت متوقع کر رہے ہیں اور جلسہ کا مرکزی موضوع مسلم فار پیس ہے۔ جلسہ کی اغراض و مقاصد بانی جماعت احمدیہ نے 100 سال پہلے سے ہی بیان کر دیئے ہیں اور جماعت احمدیہ اس وقت دنیا کے 200 ممالک میں پھیل چکی ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 14 جنوری 2011ء میں صفحہ 43 پر ایک خبر اس عنوان سے دی ہے کہ ”احمدی سلمان تاثیر کے قتل کی مذمت کرتے ہیں“۔ خبر میں سلمان تاثیر کی فوٹو بھی شائع کی گئی ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ پنجاب پاکستان کے گورنر جناب سلمان تاثیر صاحب کو اس جرم میں کہ انہوں نے توہین مذہب و رسالتؐ کے قانون کے خلاف آواز بلند کی۔ نیز احمدیوں کو اپنا مسلمان بھائی کہا قتل کر دیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک پریس ریلیز کے ذریعہ اس قتل کی مذمت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ سلمان تاثیر کا قتل ایک ظالمانہ اور سفاکانہ فعل ہے۔ ہم ان کی فیملی سے دلی طور پر تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ قاتل کو اس کے جرم کی واقعہ سزا دی جائے۔

پریس ریلیز میں مزید کہا گیا ہے کہ انسانی زندگی ایک مقدس امانت ہے اور اسلام میں توہین مذہب یا توہین رسالت کی کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ اسلام کی صحیح تعلیم ہے جو ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) بانی جماعت احمدیہ نے سکھائی ہے۔ یہ بیان ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ نائب امیر امریکہ نے دیا۔

میڈیا کی رپورٹ کہتی ہے کہ سلمان تاثیر کو اس جرم میں قتل کیا گیا ہے کہ انہوں نے توہین مذہب کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ ہمیں چاہیئے کہ دنیا کو بتائیں کہ وہ پاکستان کو کہے کہ اس قسم کے قوانین کی روک تھام کریں۔

مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد ناصر نے بتایا کہ سلمان تاثیر گورنر پنجاب حقیقت میں ایک بے باک اور نڈر اور بہادر شخص تھے جنہوں نے ملاؤں کے خلاف آواز بلند کی جو کہ پاکستان میں مذہبی دہشت گردی پھیلا رہے ہیں اور اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سلمان تاثیر نے اس کالے قانون کے ختم ہونے کے بارے میں اپنی آواز کو بلند کیا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کی جانوں جو ایسے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دوسروں کی نظر میں مسلمان نہیں کو خطرہ ہے۔ یہ بات درست ہے کہ پاکستان میں ایسے لوگ ہیں جو مذہبی اختلاف کی بنیاد پر دوسرے کو ان قوانین کی آڑ میں قتل کر رہے ہیں۔ جب قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہی مذہبی آزادی اور برداشت کی تعلیم دیتے ہیں اور توہین مذہب کی کوئی سزا تجویز نہیں کرتے تو ملاں اور مذہبی جنونی لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

الاخبار نے اپنی اشاعت 19 جنوری 2011ء میں صفحہ 9 پر حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ اسلامی اصول کی فلاسفی سے چند اقتباسات پیش کئے ہیں۔

(1) اخبار لکھتا ہے کہ: ”انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں: پہلا سوال انسان کی طبعی اور اخلاقی اور روحانی حالتوں کے بارے میں ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف نے ان تین حالتوں کی اس طرح پر تقسیم کی ہے کہ ان تینوں کے علیحدہ علیحدہ تین مبداء ٹھہرائے ہیں یا یوں کہو کہ تین سرچشمے قرار دیئے ہیں جن میں سے جدا جدا یہ حالتیں نکلتی ہیں۔

پہلی حالت نفس امارہ: پہلا سرچشمہ جو تمام طبعی حالتوں کا مورد اور مصدر ہے اس کا نام قرآن شریف نے نفس امارہ رکھا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ یعنی نفس امّارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اسکے کمال کے مخالف اور اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلانا چاہتا ہے۔...... یہ حالت اس وقت تک طبعی حالت کہلاتی ہے جب تک کہ انسان عقل اور معرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا۔ بلکہ چارپایوں کی طرح کھانے پینے، سونے جاگنے یا غصہ اور جوش دکھلانے وغیرہ امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے۔ اور جب انسان عقل اور معرفت کے مشورہ سے طبعی حالتوں میں تصرف کرتا اور اعتدال مطلوب کی رعایت رکھتا ہے۔ اس وقت ان تینوں حالتوں کا نام طبعی حالتیں نہیں رہتا بلکہ اس وقت یہ حالتیں اخلاق حالتیں کہلاتی ہیں۔

(2) دوسری حالت نفس لوّامہ: اور اخلاقی حالتوں کے سرچشمہ کا نام قرآن شریف میں نفس لوّامہ ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ (القیامہ:3) یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی کے کام اور ہر ایک بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ یہ نفس لوّامہ انسانی حالتوں کا دوسرا سرچشمہ ہے۔ جس سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس مرتبہ پر انسان دوسرے حیوانات کی مشابہت سے نجات پاتا ہے۔ اور اس جگہ نفس لوّامہ کی قسم کھانا اس کو عزت دینے کے لئے ہے گویا وہ نفس امارہ سے نفس لوّامہ بن کر بوجہ اس ترقی کے جناب الٰہی میں عزت پانے کے لائق ہوگیا۔ اور اس کا نام لوّامہ اس لئے رکھا کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ انسان اپنے طبعی لوازم میں شتر بے مہار کی طرح چلے اور چارپایوں کی زندگی بسر کرے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ اس سے اچھی حالتیں اور اچھے اخلاق صادر ہوں...... اس لئے اس کا نام نفس لوّامہ ہے یعنی بہت ملامت کرنے والا۔ اور نفس لوّامہ اگرچہ طبعی جذبات پسند نہیں کرتا بلکہ اپنے تئیں ملامت کرتا رہتا ہے لیکن نیکیوں کے بجالانے پر پورے طور سے قادر بھی نہیں ہوسکتا اور کبھی نہ کبھی طبعی جذبات اس پر غلبہ کر جاتے ہیں۔ تب گر جاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا ہے۔ گویا وہ ایک کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے۔ جو گرنا نہیں چاہتا ہے۔ مگر کمزوری کی وجہ سے گرتا ہے۔ پھر اپنی کمزوری پر نادم ہوتا ہے۔

(3) تیسری حالت نفس مطمئنہ: پھر ایک تیسرا سرچشمہ ہے جس کو روحانی حالتوں کا مبداء کہنا چاہئے۔ اس سرچشمہ کا نام قرآن شریف نے نفس مطمئنہ رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ (الفجر:28 تا 31) یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ سے ایسا پیوند کر لیتا ہے کہ بغیر اس کے جی بھی نہیں سکتا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 19 جنوری 2011ء میں صفحہ 25 پر خاکسار کا ایک مضمون انگریزی سیکشن میں بعنوان ”امن تو صرف عدل و انصاف سے ہی قائم ہوسکتا ہے“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون اس سے قبل دوسرے اخبارات کے حوالہ سے پہلے آچکا ہے۔ نئے سال کی مناسبت سے امن قائم کرنے کے لئے عدل و انصاف کا ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کسی صورت میں بھی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اس ضمن میں قرآن مجید سے متعدد آیات بھی لکھی گئی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ہر ایک کے ساتھ حتّٰی کہ دشمن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور وہ مشہور حدیث کا حصہ بھی شامل مضمون ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”امام عادل“ کہ وہ حکمران جو انصاف سے اور عدل سے کام لیتا ہے قیامت کے دن اس پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہوگا اور مضمون کے آخر میں کشتی نوح سے ہماری تعلیم کا ایک حصہ درج کیا گیا ہے۔

الاخبار نے اپنی اشاعت 19 جنوری 2011ء میں صفحہ 21 پر ہمارے ویسٹ کوسٹ کے 25 ویں جلسہ سالانہ کی خبر 5 تصاویر کے ساتھ شائع کی جس کا عنوان یہ ہے۔

1300 Ahmadi Muslims gather for peace at 25th annual West Coast Convention in Chino.

ایک بڑی تصویر سامعین کی اور ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ صدارت کر رہے ہیں جبکہ ان کے ساتھ ہی مکرم مرزا احسان

نصیر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری مال تشریف رکھتے ہیں اور مولانا نسیم مہدی صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ دوسری تصویر بھی سامعین کی ہے۔ تیسری تصویر میں خاکسار سید شمشاد احمد ناصر تقریر کر رہا ہے۔ ایک تصویر میں مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر و مشنری انچارج تقریر کر رہے ہیں۔ خبر کا متن قریباً وہی ہے جو اس سے پہلے دیگر اخبارات کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے۔

اردو ٹائمز نے اپنی اشاعت 20 جنوری 2011ء میں صفحہ 8 پر ایک خبر اس عنوان سے شائع کی ہے۔ یہ اخبار نیویارک کے علاوہ امریکہ کی دیگر ریاستوں سے شائع ہونے والا کثیر الاشاعت اخبار ہے۔

''ناموس رسالتؐ'' قانون کے تحت اب تک ساڑھے نو سو 950 مقدمات درج ہوئے''

''480 مقدمات مسلمانوں اور 350 احمدی فرقے کے ارکان کے خلاف درج کئے گئے''

اسلام آباد: (خصوصی رپورٹ) پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت قانون کے تحت اب تک 950 مقدمات درج ہو چکے ہیں 480 مقدمات مسلمانوں اور 350 احمدی فرقے کے ارکان کے خلاف درج کئے گئے ہیں۔ ان مقدمات کا ریکارڈ رکھنے والے اداروں کے اعداد و شمار کے مطابق اس قانون کے غلط استعمال نے نہ صرف غیر مسلم اقلیتوں بلکہ مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ماہرین کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے پر اس قدر سنگین الزامات عائد کرنا جس میں بیشتر ابتدائی پولیس تحقیق ہی میں ثابت نہیں ہو سکے۔ ملک میں مختلف فرقوں کے درمیان بڑھتی ہوئی مخاصمت کا پتہ دیتی ہے۔ ناموس رسالت کے قانون پر تحقیق کرنے والے ایک غیر سرکاری ادارے کے مطابق اس قانون کے تحت اب تک ملک میں 950 سے زائد مقدمات درج کئے گئے ہیں......اس عرصے میں جتنے مقدمات درج ہوئے وہ ان درخواستوں کا پانچواں حصہ تھے جو اس طرح کے مقدمات درج کروانے کے لئے پولیس کے پاس دائر کی گئیں۔ چار ہزار درخواستیں پولیس نے ابتدائی تفتیش کے بعد بالکل ہی بے بنیاد ہونے کی بناء پر مسترد کر دیں۔ انسانی حقوق سے متعلق ایک غیر سرکاری ادارے کا ناموس رسالت قانون پر تحقیق کرنے والے ایک اہل کار نے بی بی سی کو بتایا کہ اس قانون کے معرض وجود میں آنے کا ابتدائی چند برسوں میں یہ قانون صرف احمدی فرقے کے ان ارکان کے خلاف استعمال کیا گیا جنہیں تازہ تازہ دائرہ اسلام سے خارج کیا گیا تھا۔

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر نے اپنی اشاعت 20 جنوری 2011ء میں صفحہ 2، 3 پر ایک تصویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔

Agricultural Leadership Traning Group Visits Chino Mosque

زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے ایک گروپ کے لیڈرشپ نے چینو مسجد کا وزٹ کیا۔

تصویر میں زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے احباب، میزوں پر احمدی احباب کے ساتھ بیٹھے محو گفتگو ہیں اور آپس میں تبادلہ خیالات کر رہے ہیں جس میں نمایاں مکرم مونس چوہدری صاحب تبلیغ سیکرٹری اور دیگر احباب ہیں۔

اخبار نے لکھا ہے کہ 30 لوگ (لیڈرشپ) شعبہ زراعت تعلق رکھنے والے احباب نے چینو کی مسجد احمدیہ کا وزٹ کیا جہاں انہیں امام شمشاد کی سرکردگی میں جماعت احمدیہ کے دیگر ارکان نے استقبال کیا۔ یہ گروپ کے سوال و جواب کا سیشن بھی تھا۔ امام شمشاد نے اسلام کے پانچ ارکان اور دیگر بنیادی عقائد کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ سوالوں میں سب سے زیادہ سوال ''عورت کا مقام'' کے بارے احمدی اور غیر احمدی میں فرق اور دنیا میں کس طرح امن کا قیام ممکن ہے جیسے سوالات پوچھے گئے۔ امام شمشاد نے سوالوں کے جواب دینے کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف بھی کرایا کہ اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے اس کے بارے میں تعلیم دی ہے۔ اور بتایا کہ مسیح و مہدی کے آنے سے جنگوں کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا ماٹو تو یہ ہے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 27 جنوری میں صفحہ 12 پر خاکسار کی تصویر کے ساتھ ایک مضمون بعنوان ''امن اور رحمت کا مذہب'' شائع کیا ہے۔ خاکسار نے اپنے اس مضمون کی ابتداء یوں کی ہے کہ آج کل وطن عزیز پاکستان میں اخبارات اور T.V پر جو خبریں آرہی ہیں ان سب کا موضوع سخن سلمان تاثیر صاحب مرحوم سابق گورنر پنجاب کے بہیمانہ قتل اور ناموس رسالت کی توہین کے بارے میں علماء کرام و سیاسی لیڈروں کے بیانات پر مبنی ہیں۔ علماء میں سے ہر ایک جب بھی اپنا مؤقف بیان کرتا ہے تو بغیر سانس لئے یہی کہتا ہے کہ اسلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تصور پیش کیا کہ اسلام امن، پیار اور محبت کا مذہب معلوم نہیں ہوتا۔ حیرانگی کی یہ بات ہے کہ ایک طرف تو اپنے لئے بیانات کے آخر میں وہ یہ کہتے ہیں رسول خدا رحمۃ للعالمین تھے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات گردن زنی، قتل و غارت کے بیان کر رہے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت پر وہ زمانہ آنے والا ہے جب اسلام نام کا رہ جائے گا۔ قرآن صرف کتابی شکل میں رہ جائے گا اور علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اس حدیث کے صحیح ہونے پر کسی کو بھی شک نہیں ہے آج کل یہی کچھ تو ہو رہا ہے۔ سلمان تاثیر کے قاتل کو غازی کہا جارہا ہے اس پر پھول کی پتیاں نچھاور کی جارہی ہیں کہ اس نے ناموس رسالت کی خاطر انہیں مارا ہے۔ سلمان تاثیر نے اس خیال سے کہ اقلیتوں کے بارے میں جو قانون ہے اس کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اسے ''کالا قانون'' قرار دیا ہے۔ حالانکہ اگر سچ کی نظر سے دیکھا جائے تو اس قانون کے ذریعہ ایک بھی اقلیتی فرقہ کے مذہب کو اور لوگوں کو آج تک تحفظ حاصل نہیں ہوسکا۔ بلکہ الٹا نقصان ہوا ہے۔ ایک فرقے کا شخص مخالفت میں دوسرے فرقہ کے آدمی پر الزام لگا کر FIR کٹوا دیتا ہے۔ اور پولیس اسے بے جا پکڑ کر حوالات میں ڈال دیتی ہے۔ اور اسے جھوٹے مقدمات میں گھسیٹا جاتا ہے۔ پولیس بھی ظالموں ہی کی مدد کرتی ہے اور جنونی لوگ عدالتوں میں ہلڑ بازی کرتے ہیں اور جج پر اپنے حق میں فیصلہ کے لئے دباؤ ڈالتے ہیں۔ تو کس طرح یہ قانون اقلیتوں کے تحفظ کے لئے بنایا گیا ہے۔

ایک اخبار نے لکھا ہے کہ ''سلمان تاثیر کے قاتل کی جو پذیرائی دیکھنے میں آئی اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان پر جاہلوں کی حاکمیت قائم ہو چکی ہے اور انتہاء پسند طبقہ پاکستان پر قابض ہو چکا ہے۔ اور بدقسمتی یہ ہے کہ یہ لوگ مذہب کے نام پر وہ کچھ کر رہے ہیں جو کہ نہ صرف انسانیت کے خلاف ہے بلکہ خود مذہب کی تعلیم کے بھی خلاف ہے۔ یہ لوگ توہین خدا کرتے ہیں دل بھر کر کرتے ہیں مزاروں پر دیکھ لیں کیا کچھ ہو رہا ہے لیکن اس پر کسی کو غصہ نہیں آتا۔ توہین خدا پر کسی کو غیرت نہیں آتی بس توہین رسالت پر گردن زنی ہو رہی ہے حالانکہ یہ ان کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآنی احکامات لکھے ہیں۔ کہ ''(اے نبی! ہمیشہ) درگذر سے کام لے اور مطابق فطرت باتوں کا حکم دیتا رہ اور جاہل لوگوں سے منہ پھیر لے''۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عفو اور درگذر کی ایسی مثالیں قائم فرمائی ہیں جن کو پیش کرنے سے دوسرے مذاہب بالکل قاصر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس المنافقین کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائیں مانگیں طائف کے موقع پر عکرمہ بن ابی جہل کو اور دیگر لوگوں کو معاف فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کو جس نے آپؐ کی نعوذ باللہ توہین کی ہو گردن زنی نہیں کی۔ بلکہ محبت کے تیر سے گھائل کیا اور لوہے کی تلوار سے نہیں مارا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مضمون کے آخر میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام صلح سے ایک اقتباس دیا ہے جس میں آپ (علیہ السلام) نے فرمایا ہے:

''مگر جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں، اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔''

ڈیلی بلیٹن نے اپنی اشاعت 21 جنوری 2011ء میں صفحہ 4 پر ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی ہے۔ جس میں خاکسار کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ''گذشتہ 25 سال سے جب کہ یہ مسجد تعمیر (مسجد بیت الحمید) ہوئی ہے ہم اپنا جلسہ یہاں کرتے چلے آرہے ہیں جس کی وجہ صرف بانی جماعت احمدیہ کی تعلیمات کا فروغ اور اسلام کی صحیح تعلیمات پر آگاہی کے علاوہ ہمسایوں اور حکومتی سطح پر تعلقات استوار کرنا ہے۔''

باقی خبر کی تفصیل وہی ہے جو پہلے گذر چکی ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 27 جنوری 2011ء میں صفحہ 14 پر پورے صفحہ پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 2010ء کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس خطبہ کی ہیڈ لائن اخبار نے یہ دی ہے۔

''دکھوں اور تکلیفوں کے مقابلے میں صبر و استقامت دکھانے اور مضبوطی ایمان کے اعلیٰ نمونوں کی ایک جھلک'' صبر کے ساتھ قربانیاں دینے اور اپنے ایمانوں کو سلامت رکھنے والے دائمی جنتوں کا اجر پانے والے ہیں''۔

فرمایا: ''جو بیٹیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے صبر کیا تو وہ بیٹیاں اس کے اور آگ کے درمیان روک بن جائیں گی''۔ اس خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العنکبوت کی آیات 59 اور 60 تلاوت فرمائی تھیں۔

فرمایا: ''مذکورہ آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے اپنے اندر ایک عظیم انقلاب لانے والے لوگوں کا ذکر ہے۔..... جنہوں نے انتہائی صبر سے قربانیاں دیں۔ پس ایمان میں مضبوطی اور اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ ان صحابہؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قوت قدسی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ حضور انور نے عائلی زندگی میں بھی میاں بیوی کو صبر کے نمونے دکھانے کے بارے میں

بقیہ صفحہ 9 پر

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً

کتاب الوحی

قسط 2

سوال: ابوسفیان اور ہرقل کا حضورؐ کے بارہ میں کیا مکالمہ ہوا؟

جواب: قریش مکّہ کا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں دمشق ملکِ شام میں تھا، جب حضورؐ کا خط مبارک ہرقل کو ملا، تو ہرقل نے معلومات کے لئے عرب تاجروں کو تلاش کروایا۔ تو ہرقل کے سرکاری اہلکار ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو ہرقل کے پاس ایلیاء لے گئے، جہاں ہرقل نے دربار طلب کیا ہوا تھا۔ اور اس کے گرد روم کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلوایا، اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

ہرقل: تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا زیادہ قریبی ہے؟

ابوسفیان: جی، میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔

یہ سن کر ہرقل نے حکم دیا کہ اس (ابوسفیان) کو میرے قریب لا کر بٹھاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھادو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص (مدعی نبوت) کے حالات پوچھوں گا۔ اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بول دے تو تم جو اس کے عربی ساتھی ہو اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔

ہرقل: اس شخص (مدّعی نبوت) کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟

ابوسفیان: وہ (نبیؐ) تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں۔

ہرقل: اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: اس (نبیؐ) کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

ہرقل: بڑے لوگوں نے اس (نبیؐ) کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟

ابوسفیان: بڑوں نے نہیں، بلکہ کمزوروں نے قبول کیا۔

ہرقل: اس (نبیؐ) کے تابعدار روز بڑھتے جاتے ہیں یا کوئی ساتھی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے؟

ابوسفیان: وہ بڑھ رہے ہیں اور اس کا کوئی ساتھی دین سے نہیں پھرتا۔

ہرقل: کیا اس (نبیؐ) نے اپنے دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔ البتہ ابھی حال ہی میں ایک صلح کا معاہدہ ہوا ہے۔ معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ (ابوسفیان کا بیان ہے) میں اس بات کے سوا اور کوئی جھوٹ اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا۔

ہرقل: کیا تمہاری اس (نبیؐ) سے کبھی لڑائی بھی ہوئی ہے؟

ابو سفیان: ہاں۔

ہرقل: پھر تمہاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟

ابوسفیان: ہمارے درمیان لڑائی ڈول کی طرح ہے، کبھی وہ ہم سے جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم ان سے۔

ہرقل: وہ (نبیؐ) تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان: وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پرہیز گاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔

سوال: ہرقل نے ابوسفیان کے **جوابات** پر کیا تبصرہ کیا

جواب: ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس (نبیؐ) کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے! تو پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ یہ بات (دعویٰ نبوت کی) تمہاری قوم میں اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی؟ تو تم نے **جواب** دیا کہ نہیں۔ تب میں نے سوچا تھا، اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جاچکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے،؟ تم نے کہا کہ نہیں۔

تو میں نے خیال کیا تھا، ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہو گا تو میں کہہ دوں گا کہ وہ شخص اس بہانہ سے اپنے آباء و اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی نبوت کا دعویٰ کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس پہ دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے؟

تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں جان گیا کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے لوگ اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی تم نے کہا کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے۔ تو حقیقت یہی ہے کہ کمزور لوگ ہی پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔

تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت بھی یہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ، آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں، تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے۔

اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں۔؟ تم نے کہا نہیں، تو سن لو پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تم سے کس چیز کے لیے کہتے ہیں؟ تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں۔ سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہیں۔ یعنی انبیاء کی تعلیمات تو ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔

سوال: ہرقل نے ابوسفیان کو کس بات آگاہ کیا؟

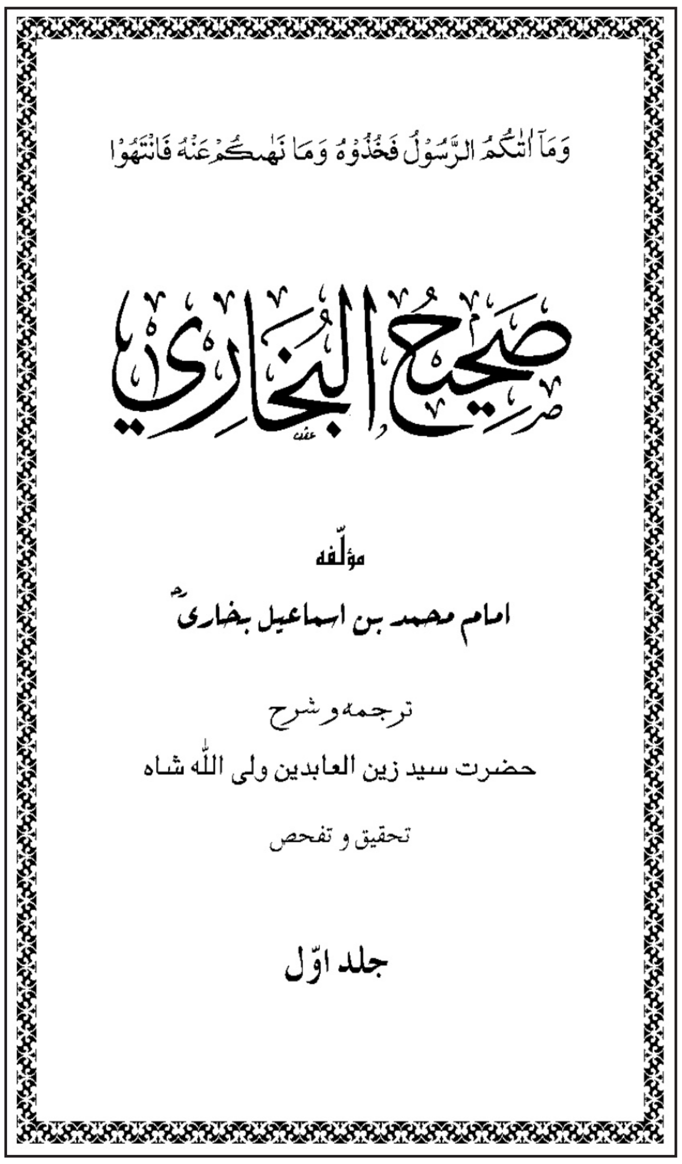
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صَحِيْحُ الْبُخَارِي

مؤلّفه

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ و شرح

حضرت سید زین العابدین ولی اللّٰہ شاہ

تحقیق و تفحص

جلد اوّل

جواب: ہرقل نے ابوسفیان کے سامنے یہ پیشگوئی کی کہ اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا کہ جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں۔ یعنی ملک شام کا مالک ہوجائے گا۔ اور اس نے کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ پیغمبر آنے والا ہے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہو گا۔ یعنی پیغمبر کے مبعوث ہوجانے پر ہی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس جگہ سے اور کس قوم میں سے نبی چنتا ہے۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لیے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کی قدم بوسی کرتا۔

سوال: خط سننے کے بعد اہل روم کا کیا ردّ عمل ہوا؟

جب ہرقل خط پڑھ سن کر فارغ ہوا تو اس کے اردگرد بہت شور و غوغا ہوا، بہت سی آوازیں اٹھیں اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو باہر نکال دیا گیا۔

سوال: ابوسفیان نے اس واقعہ پر کیا تبصرہ کیا؟

جواب: ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابنِ ابوکبشہ کے بیٹے یعنی نبیؐ کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا ہے۔ اس سے تو بنی اصفر (روم) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ بعض روایات کے مطابق کبشہ نام کا شخص حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے اجداد میں سے تھا، تو قریشِ مکّہ حقارت کی وجہ سے حضورؐ کو اس نام سے پکارتے تھے۔

سوال: ابوسفیان کو اس واقعہ سے حضورؐ کے بارہ میں کیا یقین ہوا؟

جواب: ابوسفیان نے کہا مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب غالب ہو کر رہیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ نے مجھے مسلمان کر دیا۔

سوال: ہرقل کس علم کا ماہر تھا؟

جواب: ابن ناطور ایلیاء کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے عیسائیوں کا بڑا پادری تھا اس کا بیان ہے ہرقل جب ایلیاء آیا اور ایک دن صبح کو پریشان اٹھا، تو اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ

بقیہ صفحہ 15 پر

محمد شاہد تبسم

حکایات اولیاء

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قسط 2

سچا متقی ایک قسم کا سَتر چاہتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔کوئی اس کی مدد کرے ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دیا۔انہوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہوگئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔جس پر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے۔اصل میں یہ روپیہ دینا نہیں چاہتا۔

جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا۔تو وہ شخص ہزار روپیہ اس کے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے سرعام میری تعریف کر کے مجھے محرومِ ثوابِ آخرت کیا، اس لیے میں نے یہ بہانہ کیا۔اب یہ روپیہ آپ کا ہے، لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تُو قیامت تک موردِلعن طعن ہوا، کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔

ایک متقی تو اپنے نفس امّارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے۔اور خفیہ رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے۔جیسا کہ ایک بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے، اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے۔سچا متقی ایک قسم کا سَتر چاہتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 19-20جدید ایڈیشن)

صدق وصبر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’سو جو لوگ بے صبری کرتے ہیں، وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔سومتقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔

بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مَردُود و مخذول ہے۔ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا اب تو فیصلہ ہوگیا۔اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اُس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔اگر ملعون ہوں، تو ملعون ہی سہی۔غنیمت ہے مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے۔ابھی یہ باتیں مرید سے ہو رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تُو مقبول ہے۔سو یہ سب صدق وصبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 21 جدید ایڈیشن)

ولی بننے کے لیے ابتلاء ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل کو لے لیا۔کیونکہ وہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوئے تھے۔

وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ

(آل عمران:141)

سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے کہاں ایسا صاحبِ خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزید پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان کرنا شروع کیا کہ ایک مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔تیل اور پانی میں بحث ہوئی، پانی نے تیل کو کہا تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لیے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں، تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا، زمین میں مخفی رہا خاکسار ہوا، پھر خدا کے ارادے سے بڑھا۔بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔کولہو میں پیسا گیا۔پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم صدیقین میں داخل ہوگیا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 22-23)

ایک نیکی سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اصل بات یہ ہے کہ بداعمال کا نتیجہ بداعمال ہوتا ہے۔اسلام کے لیے خدائے تعالیٰ کا قانون قدرت ہے کہ ایک نیکی سے دوسری نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ مجھے یاد آیا تذکرۃ الاولیاء میں مَیں نے پڑھا تھا کہ ایک آتش پرست بڈھا نوے برس کی عمر کا تھا۔اتفاقاً بارش کی جھڑی جو لگ گئی تو وہ اس جھڑی میں کوٹھے پر چڑیوں کے لیے دانے ڈال رہا تھا۔کسی بزرگ نے پاس سے کہا کہ ارے بڈھے تو کیا کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ چھ سات روز سے متواتر بارش ہوتی رہی ہے۔چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہوں۔اس نے کہا کہ تُو عبث حرکت کرتا ہے۔تُو کافر ہے۔تجھے اجر کہاں؟ بوڑھے نے جواب دیا۔مجھے اس کا اجر ضرور ملے گا۔بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو دور سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بوڑھا طواف کر رہا ہے۔اس کو دیکھ کو مجھے تعجب ہوا اور جب میں آگے بڑھا تو پہلے وہی بولا کیا میرے دانے ڈالنا ضائع گیا یا ان کا عوض ملا؟‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 63)

تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔اور خدائے تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ان کا نفس بڑا مطہر تھا۔ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے بہت برداشتہ ہے۔میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔اس کی بات کو مان لیا اور کہا اچھا میں تجھے رخصت کرتی ہوں یہ کہہ کر اندر گئی اور اسّی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں اٹھا کر لائی اور کہا کہ ان مہروں میں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔اس لیے چالیس مہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔یہ کہہ کر چالیس مہریں لے کر اس کی بغل کے نیچے پیرہن میں سی دیں اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عندالضرورت اپنے صرف میں لانا۔سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ماں سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو۔اس نے کہا بیٹا جھوٹ نہ بولنا۔اس سے بڑی برکت ہوگی۔اتنا سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہوئے۔اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ چلے اس میں چند قزاق راہزن رہتے تھے جو مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔اب دور سے ان پر بھی ان کی نظر پڑی۔قریب آئے تو انہوں نے ایک کمبل پوش فقیر دیکھا۔ایک نے ہنسی سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ یہ ابھی تازہ وہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہیں بولنا۔فی الفور بولے کہ ہاں۔چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں جو میری ماں نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔اس نے سمجھا ٹھٹھا کرتا ہے۔دوسرے نے جب پوچھا اس کو بھی یہی جواب دیا۔الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔وہ انہیں امیر دزداں کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔امیر نے کہا اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔جب تلاشی لی تو چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے ہم نے کبھی ایسا آدمی نہیں دیکھا۔امیر نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اس طرح پر اپنے مال کا پتہ دے دیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔والدہ نے نصیحت کی تھی کہ جھوٹ نہ بولنا۔یہ پہلا امتحان تھا۔جھوٹ کیوں بولتا۔یہ سن کر امیر دزداں رو پڑا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا کا کہنا نہ مانا۔چوروں سے کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا۔میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔اس پر چوروں نے بھی توبہ کی۔

میں ’’چوروں قطب بنایا ای‘‘ اسی واقعہ کو سمجھتا ہوں۔الغرض سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 67-68)

تبدیل اخلاق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’حکماء کے تبدیل اخلاق پر دو مذہب ہیں۔ایک تو وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیل اخلاق پر قادر ہے اور دوسرے وہ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ وہ قادر نہیں۔اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں۔مجھے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے۔

کہتے ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر کے پاس بقیہ صفحہ 16 پر

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن آئیوری کوسٹ

پہلی تربیتی کلاس خدام الاحمدیہ بندوکو، آئیوری کوسٹ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بندوکو شہر (Bondoukou)، آئیوری کوسٹ (Côte d'Ivoire) کو اپنی پہلی سہ روزہ تربیتی کلاس مورخہ 22 تا 24 جولائی 2022ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ اور اتوار منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ تربیتی کلاس کے لئے بندوکو شہر کی احمدیہ مسجد میں انتظامات کئے گئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد باقاعدہ طور پر تربیتی کلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت و افتتاحی پروگرام کے بعد نماز عصر ادا کی گئی جس کے بعد فٹبال میچ کا انعقاد کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد سوال و جواب کی نشست رکھی گئی نماز عشاء کے بعد طعام پیش کیا گیا جس کے معاً بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ خدام و اطفال کو سنوایا گیا۔ ہفتہ کے دن کا آغاز نماز تہجد، فجر اور درس سے ہوا جس کے بعد شاملین کو ناشتہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں نماز ظہر تک مختلف عناوین کے تحت کلاسز ہوئیں جن میں یسرنا القرآن کی کلاس، فقہ کی کلاس، نظام شمسی کے بارے میں ڈاکومنٹری، جنرل نالج سیشن نیز جماعتی عقائد کے تعارف کی کلاس شامل تھی۔ باجماعت نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد مختلف ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں مقابلہ مشاہدہ معائنہ، مقابلہ چمچ ریس، مقابلہ غبارہ پھلانا، بوری ریس کا مقابلہ شامل تھا۔ نماز عصر کے بعد ایک مرتبہ پھر فٹبال کے مقابلہ کا انعقاد کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد سوال و جواب اور نماز عشاء کے بعد کھانا پیش کیا جس کے بعد دینی معلومات کی کلاس ہوئی۔

تربیتی کلاس کے تیسرے روز کا آغاز نماز تہجد و فجر سے کیا گیا جس کے بعد درس کا انتظام موجود تھا۔ ناشتہ کے بعد قرآن کلاس نیز جنرل نالج کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے بعد شاملین اجتماع سے تین ایام کے دوران دیئے گئے مختلف موضوعات پر مشتمل لیکچرز میں سے تحریری امتحان لیا گیا۔ بعد ازاں اختتامی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں تحریری امتحانات اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشنز لینے والے خدام و اطفال میں تحائف بھی تقسیم کئے۔ نماز ظہر و طعام کے ساتھ اس بابرکت پروگرام کا باقاعدہ اختتام ہوا۔

بفضلہٖ تعالیٰ پہلی تربیتی کلاس کے تمام اخراجات مقامی طور پر ادا کئے گئے۔ کلاس کے تمام انتظامات ریجنل مشنری بندوکو مکرم شاہد احمد صاحب نے کئے۔ جبکہ معلم سلسلہ مکرم احمد صاحب نے مختلف مواقع پر لیکچرز دیئے اور دیگر احباب جماعت نے بھی اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔ تربیتی کلاس کی کل حاضری 16 افراد پر مشتمل رہی جن میں 7 اطفال، 6 خدام جبکہ 3 غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجلس بندوکو کو آئندہ بھی تعلیم و تربیت کے ایسے و دیگر پروگرامز کے انعقاد کی توفیق عطا کرتا جائے اور اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے کسی بھی رنگ میں مدد کرنے والے احباب کے مال و نفوس میں برکت عطا کرے۔ آمین

دعا کا تحفہ

آخری عمر میں حصول اولاد کی دعا

حضرت زکریاؑ نے آخری عمر میں حصول اولاد کے لئے دعا کا جو خوبصورت انداز اختیار کیا وہ بجائے خود لائق قبول ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَہَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۵﴾ وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ وَکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا فَہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ﴿۶﴾ یَّرِثُنِیۡ وَیَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ ٭ۖ وَاجۡعَلۡہُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۷﴾

(مریم: 5-7)

اے میرے رب! میری تو یہ حالت ہے کہ میری ہڈیاں تمام کمزور ہو گئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے۔ اور میرے رب! میں کبھی تجھ سے دعائیں مانگنے کی وجہ سے ناکام (و نامراد) نہیں رہا۔ اور میں یقیناً اپنے رشتہ داروں سے اپنے (مرنے کے) بعد (کے سلوک سے) ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو مجھے اپنے پاس سے ایک دوست یعنی بیٹا عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوب سے (جو دین و تقویٰ ہم کو ورثہ میں ملا ہے) اس کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب! اس کو اپنا پسندیدہ وجود بنائیو۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 34-35)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

بقیہ: تبلیغ میں پریس اور میڈیا ...... از صفحہ 6

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بیان فرمایا۔

فرمایا: مومنوں پر جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ گھبراتے نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 27 جنوری 2011ء میں صفحہ 13 پر 6 تصاویر کے ساتھ ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی ہے۔ تصاویر میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب، مکرم میاں ظہیر الدین احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن اور خاکسار سید شمشاد احمد ناصر کو تقاریر کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ باقی تین تصاویر سامعین کی ہیں۔

خبر کا متن وہی ہے جو اس سے قبل دوسرے اخبارات کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کو نمایاں ہیڈ لائن میں دیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ امریکہ کا ویسٹ کوسٹ کا 25 واں جلسہ سالانہ۔ آخر میں خاکسار کا فون نمبر اور مسجد کا ایڈریس بھی دیا ہے۔

دنیا انٹرنیشنل نے اپنی اشاعت 27 جنوری 2011ء کو خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''کیا اسلام واقعۃً پیار، محبت اور امن و رحمت کا مذہب ہے یا قتل و غارت اور گردن زنی کا؟'' خاکسار کا یہ وہی مضمون ہے جو اس سے پہلے دوسرے اخبارات کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ یہ مضمون سلمان تاثیر کے حوالہ سے اور پاکستانی علماء جو TV یا اخبارات میں اپنے بیانات دے رہے تھے، کے بارے میں ہے۔ ان بیانات سے قطعاً نہیں لگتا کہ اسلام واقعی امن اور پیار کا مذہب ہے بلکہ جتنی مثالیں بھی دیں ان سے یہی پتہ لگتا ہے کہ اسلام قتل و غارت کا مذہب ہے۔

خاکسار نے اس مضمون میں ان سب باتوں کی تردید کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امن کا شہزادہ نیز آپ کی حیات طیّبہ سے عفو و درگزر کے واقعات بیان کر کے آپ کی شان کو اجاگر کیا ہے۔ اللّٰھم صلِّ علی محمد و بارك وسلم انك حمید مجید۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاءاللہ)

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں۔

13 اگست 2022ء کے شمارے میں یوم آزادی پاکستان (platinum jubilee) کے موقع پر تین مضامین اور جناب ثاقب زیروی کی نظم قابل ستائش اور آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کا قائد اعظم محمد علی جناح کی اچانک اور المناک وفات پر 16 ستمبر 1948ء کے الفضل میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جو کسی وقت دوبارہ شائع ہونا چاہیئے۔ جس میں آپ نے قائد اعظم کے ذریعے پاکستان کا حصول خدائی القاء اور اس کی نصرت قرار دیا ہے۔ آپ نے قائد اعظم کی بہت سی خوبیوں میں سے تین بنیادی خوبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

قائد اعظم کا سب سے بڑا کارنامہ پاکستان کا وجود ہے۔ میں قائد اعظم کے کارناموں میں مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو نمبر 1 پر رکھوں گا اور پاکستان کے وجود کو نمبر 2 پر، تیسرا نمایاں وصف غیر جانبدارانہ انصاف پر قائم رہنا ہے۔ قائد اعظم کے نزدیک پاکستان کے شیعہ اور سنی، احمدی اور اہل حدیث، پارسی اور عیسائیوں اور پھر نام نہاد اچھوت اور غیر اچھوت سب ایک تھے اور ان کے لئے صرف یہی ایک معیار قابل لحاظ تھا کہ ایک شخص کام کا اہل ہو۔ میں پاکستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان خوبیوں کو مشعل راہ بنائیں۔۔۔ اتحاد و تنظیم، عزم و استقلال، غیر جانبدارانہ انصاف۔ قائد اعظم کی وفات پر ہندوستان ٹائم نے لکھا مسٹر جناح نے دنیا کے سب سے بڑے سیاستدان کے ساتھ زور آزمائی کی اور اس مقابلہ میں فتح پائی۔

ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز۔ برطانیہ

دنیا میں امن وسلامتی کے لیے خلافت احمدیہ کی بین الاقوامی کوششیں

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء

آج دنیا میں ایک بے یقینی اور خوف کی فضا ہے اور جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ عالم انسانیت کو اس وقت دیگر دنیاوی ضروریات کے ساتھ ساتھ امن و آشتی اور سکون کی جس قدر ضرورت ہے وہ شاید اس سے قبل کبھی نہیں رہی۔ دو عالمی جنگیں اور کروڑوں لوگوں کا خون بھی عالمی طاقتوں کو امن کی اہمیت باور نہیں کرا سکا اور تیسری عالمی جنگ کے خطرات پیدا ہو چکے ہیں۔ اس صورت حال میں امن عامہ کی کوششوں کی بجائے، دنیا میں اسلحہ و جنگ کی ترویج پر کام ہو رہا ہے۔صرف گزشتہ دہائی کے اعداد وشمار کا جائزہ لیا جائے تو ہزاروں لاکھوں بے گناہ، بے قصور تہ تیغ ہوئے، بے شمار زخمی ہوکر ہمیشہ کے لیے معذور ہو گئے۔ لاکھوں بے گھر ہوئے جن کے دکھوں کا درماں آج تک نہیں ہوسکا۔ المیہ یہ ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتوں میں اس کا کوئی احساس نہیں۔ اس تناظر میں دنیا میں انسانیت کا ہمدرد اور اسکی بے لوث خدمت اور دعائیں کرنیوالا ایک مقدس ادارہ خلافتِ احمدیہ ہے۔ آج دنیا میں امن عامہ کی جس قدر کوششیں خلافت احمدیہ نے کی ہیں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی ہے جو دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے مدت سے مسلسل خبردار کر رہا ہے اور یہ تنبیہ کر رہا ہے کہ اگر آج طاقتور ملکوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو آنے والی نسلوں کو اس کا تاوان ادا کرنا ہوگا جو آج دنیا کو جنگی جنون کی صورت لاحق ہے۔ امن، صلح جوئی اور آشتی کی کوششیں کرنے والا ایک ہی عالمی رہنما ہے اور ہماری خوش قسمتی کہ ہم اس کے ماننے والے ہیں۔ مگر وہ جو اُسے نہیں مانتے، وہ اُن کیلئے بھی ایسے ہی درد رکھتا اور دعائیں کرتا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امن اور اس کا قیام جماعت احمدیہ کے جملہ مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں آنے والے امام کی ایک ذمہ داری یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ وہ جنگ وجدل کا خاتمہ کر دے گا۔ اور مذہب کی آڑ میں ہونے والی قتل و غارت کی بنیاد مٹا دے گا۔حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا تھا:

فرما چکا ہے سیدِ کونین مصطفےٰؐ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا اِلتوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 78)

اگر ہم مسلم دنیا میں برپا فساد اور جنگوں کو دیکھیں تو اس کے پیچھے بنیادی وجہ اس زمانے میں تلوار کا جہاد جاری رکھنے کی تحریک ہے۔ اگر امتِ مسلمہ زمانے کے امام کی بات مان لیتی تو آج پوری مسلم دنیا امن کے حوالہ سے باقی دنیا کے لیے مثال ٹھہرتی۔ اس زمانے کے حصنِ حصین کو مانے بغیر امن کا قیام اور اس کا حصول محض دیوانے کا خواب ہے۔

بانئ جماعت احمدیہ اور قیام امن

حضرت بانی جماعت احمدیہ مسیح موعودؑ نے امن عالم کے وہ شان دار اصول دنیا کے سامنے رکھے کہ جن پہ حقیقی امن اور سچی خوشحالی کی بِنا ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اس حوالہ سے دنیا کے سامنے ایک زرّیں اصول بیان فرمایا:

’’پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 259)

اس شان دار اصول پر اگر آج بھی دنیا قائم ہوجائے تو دنیا کے ایک بڑے حصہ میں امن اور صلح کی فصلیں پھولیں گی اور دنیا سے فساد اور شر کا خاتمہ ہو گا۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو امن عالم سے متعلق اتنی فکر تھی کہ آپؑ نے اپنی وفات سے صرف دو دن پہلے لکھی اپنی کتاب میں ہندوستان کی دو بڑی قوموں، مسلمان اور ہندوؤں کو امن و صلح کا یہ پیغام دیا کہ باوجود مذہبی اختلاف کے ہم سب انسان ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

’’اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔‘‘

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن، جلد 23 صفحہ 439)

حضرت مسیح موعودؑ نے امن عامہ کے لیے جو کوششیں کیں۔ آپؑ کی وفات 1908ء کے بعد سے، آپؑ کے خلفا نے بھی یہ سلسلہ گزشتہ صدی میں جاری رکھا اور یہ سلسلہ خلافت خامسہ میں بھی جاری وساری ہے۔سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کے وعدہ کے ساتھ یہ خوشخبری بھی دی:

وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا

(النور:56)

کہ اللہ تعالیٰ اُن کے خوف امن میں بدل دے گا۔

خلافت احمدیہ پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے اس بات کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے کہ کس طرح خلفائے مسیح موعودؑ مخلوق خدا کی دادرسی کرتے ہیں اور حقوق کی بابت کہیں وہ کسی بادشاہ یا حاکم وقت کی راہ نمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کہیں ملکوں کے قانون ساز اداروں پارلیمان میں خطاب کے ذریعہ اقوام عالم کو ظلم سے روکنے اور ہدایت کی طرف گامزن کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ کبھی اپنے خطبات میں مسلمانوں کو اصلاح اور آئندہ کے لائحہ عمل کی بابت آگاہی فراہم کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں اپنے خطوط کے ذریعہ اسی امن کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے کوشاں دکھائی دیتے ہیں۔ خلفائے احمدیت کا مطمح نظر بس یہی رہا ہے کہ خدا کی مخلوق کو سکون نصیب ہو اور ان کے دکھوں کا مداوا ہو۔ ان پہ مسلط کردہ جنگوں کا اختتام ہو اور انہیں سکون کی گھڑیاں نصیب ہوں۔ ان کے آفات و مصائب امن وسکون سے بدل جائیں، ان کی زندگیاں مشکلات کی پگڈنڈیوں سے نکل کر خوشحالی کی شاہراہ پہ گامزن ہوں اور زمانہ گواہ ہے اور ہم سب گواہ ہیں دنیا میں امن کا شہزادہ اگر کوئی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کا رہنما، عالم اسلام کا درد رکھنے والا خدا کا یہ خلیفہ ہی ہے۔ اللّٰھم ایدہ بروح القدس!

خلافتِ اولیٰ میں

حضرت مسیح موعودؑ کی رحلت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مسند خلافت پہ جلوہ افروز ہوئے اور حضرت اقدسؑ کے مشن کو جاری رکھا۔ آپؓ نے دنیا کی ترقی اور خوشحالی کا سربستہ راز بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’تم امن پسند جماعت بنو دنیا کا کام امن پر موقوف ہے۔ اور اگر امن دنیا میں قائم نہ رہے تو کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ جس قدر امن ہو گا۔ اسی قدر اسلام ترقی کرے گا۔ اس لئے ہمارے نبی کریم ﷺ امن کے ہمیشہ حامی رہے۔ آپ نے طوائف الملوکی میں جو مکہ معظّمہ میں تھی اور عیسائی سلطنت کے تحت جو حبشہ میں تھی۔ ہم کو تعلیم دی کہ غیر مسلم سلطنت کے ماتحت کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس زندگی کے فرائض سے ’’امن‘‘ ہے۔ اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین و دنیا کا ہم عمدگی سے نہیں کر سکتے۔ اس واسطے میں تاکید کرتا ہوں کہ امن بڑھانے کی کوشش کرو اور امن کیلئے طاقت کی ضرورت ہے۔ وہ گورنمنٹ کے پاس ہے۔ میں خوشامد سے نہیں بلکہ حق پہنچانے کی نیت سے کہتا ہوں کہ تم امن پسند جماعت بنو تا تمہاری ترقی ہو اور تم چین سے زندگی بسر کرو۔ اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ اللہ سے اس کا بدلہ مانگو۔ اور یاد رکھو کہ بلا امن کوئی مذہب نہیں پھیلتا اور نہ پھُول سکتا ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 553-554)

خلافتِ ثانیہ میں

1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جماعت احمدیہ کے خلیفہ منتخب ہوئے تو ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ آپؓ حضرت اقدسؑ کی دعاؤں کا حاصل اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مصداق تھے۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ کی شبانہ روز کوششوں اور کاوشوں کے نتیجے میں خدا نے بہت سی روحوں کو امن وسکون سے سرفراز فرمایا۔ کیا ہندوستان اور کیا ہندوستان سے باہر کے علاقے، آپ کی شفقت اکنافِ عالم پہ محیط تھی۔ جنگ زدہ

علاقوں میں خدمتِ خلق سے لے کر ظالموں کی قید میں مظلوم جانوں کی گردنیں آزاد کروانے تک، مذاہبِ عالم کے مابین ہم آہنگی اور باہمی احترام سے لے کر سیاسی کشیدگی میں فریقین کو سمجھانے تک، ہر محاذ پہ حضرت مصلح موعودؓ نے گرانقدر خدمات انجام دیں اور امن عالم میں وہ کردار ادا کیا جس کی نظیر ملنا محال ہے۔

دنیا میں بپا بے چینی اور فساد کی ایک بہت بڑی وجہ مذہبی عدم برداشت ہے اور تیسری دنیا کے ملکوں میں جاری کشیدگی کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے۔ اگر ایک دوسرے کے بزرگان کا تذکرہ احترام سے کیا جائے تو امن کی ایسی فضا قائم ہو جس سے معاشرہ سکون میں آجائے۔ اسی بنیاد کو حضرت مصلح موعودؓ نے ہندوستانی معاشرہ میں قائم کیا اور جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا آغاز کیا۔ جس کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ احمدیہ پلیٹ فارم سے تمام فرقوں اور تمام مذاہب کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خوبیاں اور عظمتیں بیان کریں آپ کے پاکیزہ اخلاق کا تذکرہ کریں جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں نیکی اور رواداری کا ماحول پیدا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1928ء میں اس سلسلہ میں بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے جلسے ایک تسلسل کے ساتھ ہندوستان میں شروع کروائے۔

انہی جلسوں کی ایک برکت، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق، جلسہ پیشوایانِ مذاہب کی شکل میں ظاہر ہوئی اور جماعت نے یہ اہتمام کیا کہ ایک ہی سٹیج پر تمام مذاہب کے لیڈر اور مقررین اپنے اپنے پیشواؤں کے کارنامے اور خوبیاں بیان کریں۔ چنانچہ جماعت کے سالانہ پروگراموں کا ایک حصہ یوم پیشوایانِ مذاہب پر مشتمل ہے اور یہ سلسلہ ایک منظم انداز سے ساری دنیا میں جاری و ساری ہے۔ یہ امتیاز آج احمدیت کے علاوہ کسی جماعت کو حاصل نہیں۔ ان کے علاوہ بھی دنیا بھر میں جماعت کی مساجد اور مشن ہاؤسز میں ایسی خیرسگالی تقاریب منعقد ہوتی رہتی ہیں جن میں مختلف مذاہب کے لوگ خوشدلی سے شرکت کرتے ہیں جس سے نہ صرف باہمی اعتماد اور احترام کی فضا قائم ہوتی ہے بلکہ دنیا کو امن اور سکون نصیب ہوتا ہے اور اس کے پس پردہ کارفرما سوچ خلافت احمدیہ کی رہنمائی اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی پہ مشتمل ہے۔

دنیا میں امن اور صلح جوئی کی کوششیں جماعت احمدیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ اور قومیں کرنے کی کوشش کرتی ہیں، لیکن ان کاوشوں کے پیچھے ذاتی یا گروہی مفاد کی کوئی نہ کوئی ایسی صورت پوشیدہ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں بسا اوقات ان کی ساری کاوشیں یا تو رائیگاں جاتی ہیں یا پھر ان کے الٹ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اقوام متحدہ اس کی بہت بڑی مثال ہے۔ دنیا میں قوموں کے تنازعات حل کرنے کے لئے لیگ آف نیشنز اور پھر اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی گئی مگر ان کی تعمیر میں خرابی کی ایسی صورتیں رکھ دی گئیں جو مستقلاً ظلم اور بے انصافی کا عنوان ہیں اور اسی وجہ سے یہ دونوں ادارے اپنے بنیادی مقاصد میں ناکام رہے۔ اس کے متعلق جماعت احمدیہ کے امام نے پہلے سے متنبہ کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

’’جب لیگ آف نیشنز قائم ہوئی، اُن دنوں میں انگلستان گیا ہوا تھا۔ میں نے اُسی وقت کہہ دیا تھا کہ یہ کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔ کیونکہ قرآن کریم نے یہ شرط رکھی ہے کہ جب دو قوموں میں اختلاف ہو جائے اور اُن میں سے کوئی تمہارا فیصلہ نہ مانے تو باقی سب حکومتیں اُس پر مل کر لشکرکشی کر دیں۔ لیکن لیگ آف نیشنز میں اس قسم کی لشکر کشی کی کوئی صورت نہیں رکھی گئی اور اب جو یونائیٹڈ نیشنز کی انجمن بنی ہے اس کے متعلق بھی میں وہی کچھ کہتا ہوں کہ یہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہو گی جب تک کہ وہ اپنے قواعد نہ بدلے۔ کیونکہ اِس میں بھی وہ شرائط پورے طور پر نہیں پائی جاتیں جو اسلام نے تجویز کی ہیں۔ اس میں لشکرکشی کے لئے اختیارات تو رکھے ہیں مگر پھر بھی کوئی معین فیصلہ نہیں کیا گیا اور پھر اس میں بعض حکومتوں کو شامل کیا گیا ہے اور بعض کو شامل نہیں کیا گیا...اس طرح بعض کو کم اختیارات دیئے گئے ہیں اور بعض کو زیادہ۔ گو یا اب بھی ایسے امتیازات رکھے گئے ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے یہ بھی کامیاب نہیں ہو گی۔ آج یورپ بڑا خوش ہے کہ اُس نے ایسا قانون مقرر کر دیا ہے۔ مگر اسے کیا معلوم کہ وہ قانون جو ہر لحاظ سے مکمل اور قابل عمل ہے، آج سے تیرہ سو سال پہلے کی نازل شدہ قرآنی آیات میں موجود ہے۔ اگر اُس قانون پر عمل کیا جائے تو وہ جھگڑے جنہوں نے آج دنیا کو ہلاکت اور بربادی کے گڑھے میں گرا رکھا ہے بالکل دور ہو جائیں اور دنیا ایک بار پھر امن اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 313)

امن عالم کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کا ایک سنہری اصول یہ ہے کہ احمدی اپنے ملک کا وفادار رہے اور اُس کی بہتری اور بہبود کے لئے کوشاں رہے اور اپنے ملک کی حکومت کے خلاف کسی بغاوت، فساد یا مظاہرے میں حصہ نہ لے۔ ہاں قانونی اور اخلاقی ذرائع اختیار کرتا رہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں جماعت احمدیہ کو عوامی مخالفت کے علاوہ حکومتی جبر کا بھی سامنا ہے۔ جماعت کو ہر قسم کے انسانی اور شہری حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جبرو استبداد، قید و بند، قتل و غارت اور تشدد معمول ہے مگر جماعت کی تاریخ کسی بھی قسم کے فساد سے مبرا ہے۔ اگر احمدی حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کے سکھائے راستوں پہ نہ چلتے تو یہ امن کبھی بھی ممکن نہیں تھا۔

1952ء میں انٹرنیشنل ورلڈ پیس ڈے منانے کے لئے جاپان کی ایک انجمن نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں لکھا کہ جماعت احمدیہ بھی قیام امن کی کوشش میں شریک ہو اور اس اہم مقصد کے لئے ایک معین دن مقرر کر کے دعائیں کریں۔ حضور نے دنیا بھر کی جماعتوں کو ہدایت کی کہ وہ 2 اگست 1952ء بروز جمعہ قیام امن کے لئے دعا کریں۔ عام رہنمائی کے لئے حضور نے سورۃ فاتحہ کی جامع دعا کو مندرجہ ذیل الفاظ میں یوں تحریر کیا:

’’اے خدا ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ ایسا رستہ جس پر مختلف اقوام کے چنیدہ لوگ جنہوں نے تیری رضامندی کو حاصل کر لیا تھا چلے تھے۔ ہمارے ارادے پاکیزہ ہوں۔ ہماری نیتیں درست ہوں۔ ہمارے خیالات ہر بدی سے پاک ہوں۔ ہمارے عمل ہر قسم کی کجی سے منزہ ہوں۔ سچائی اور صداقت کے لئے ہم اپنی ساری خواہشات اور رغبتیں قربان کر دیں۔ ایسا انصاف جس میں رحم ملا ہوا ہو ہمارے حصہ میں آئے اور ہم تیرے ہی فضل سے دنیا میں سچا امن قائم کرنے والے بن جائیں۔ جس طرح کہ تیرے برگزیدہ بندوں نے دنیا میں امن قائم کیا اور تو ہمیں ایسے کاموں سے محفوظ رکھ جن کی وجہ سے تیری ناراضگی حاصل ہوتی ہے اور تو ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم جوشِ عمل سے اندھے ہو کر ان فرائض کو بھول جائیں جو تیری طرف سے عائد ہوتے ہیں اور ان طریقوں سے بے راہ ہو جائیں جو تیری طرف لے جاتے ہیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل لاہور 9 جولائی 1952 صفحہ 6)

نصف صدی سے زائد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مسندِ خلافت پہ جلوہ افروز رہے اور اک عالم نے آپؓ سے فیض پایا۔ قوموں نے نہ صرف آپؓ سے برکت پائی بلکہ انہیں امن اور صلح نصیب ہونے کی تمام کوششیں بھی حضرت مصلح موعودؓ نے مستقل فرمائیں۔ سیاست، سماج، مذہب اور دفاع غرض ہر شعبہ میں آپ نے امن اور انصاف کے اصول بیان فرمائے۔ بیسویں صدی انقلابات کی صدی تھی۔ ایک طرف اقوام عالم میں آزادی کا شعور بیدار ہو رہا تھا تو دوسری طرف صنعتی انقلاب سے دنیا ایک نئے دور میں داخل ہو رہی تھی۔ اسی کے ساتھ ساتھ عالمی جنگ بھی دنیا کے امن کو نہ صرف گہنا رہی تھی بلکہ بے چینی اور بے سکونی کی بڑی وجہ بھی بن رہی تھی۔ ہندوستان ایک لحاظ سے ان سارے عوامل کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ترقیات اور انقلابات کے سنگ ایک شدید بے سکونی اور بدامنی کی لہر نے بھی اہل ہندوستان کو گھیرا ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نہ صرف سیاسی حوالوں سے جاری بدامنی ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا بلکہ مذہبی حوالے سے بھی شاندار خدمات انجام دیں۔ کشمیر کے مسلمانوں کی زندگیاں بدلنے سے لے کر فلسطین کے باشندوں کی رہنمائی تک اور تقسیم ہندوستان سے لے کر اقوام متحدہ کے بنیادی چارٹر کے متعلق راہنمائی تک، ہر جگہ آپ امن کے قافلے کے سالار نظر آتے ہیں۔

قیامِ امن کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کوششیں اور کاوشیں اس قدر ہیں کہ اس مختصر وقت میں اُن کا احاطہ مشکل ہے۔ تقسیم ہندوستان کے وقت جب خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی، تب بھی آپ کی ذات بابرکات غمزدہ روحوں کے لیے موجب تسکین بنی ہوئی تھی۔ ہزاروں لٹے پٹے قافلے آپ کے در پہ امن کی تلاش میں کشاں کشاں چلے آرہے تھے اور انہیں ہرگز مایوسی نہیں ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ مسلسل ملکی و بین الاقوامی امن کے پیامبر کے روپ میں جلوہ گر رہے۔

خلافت ثالثہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے پیش رؤوں کی سنت کو جاری رکھا اور دنیا کو امن و سلامتی نصیب ہونے کے لیے دعاؤں کی تحریک کے ساتھ مسلسل عملی اقدامات بھی فرمائے۔ 1967ء میں اسرائیل نے قاہرہ اور بعض دیگر شہروں پر فضائی حملہ کیا، جس کے نتیجہ میں عرب اسرائیل جنگ شروع ہو گئی۔ چنانچہ مسلمان ممالک کو اس آفت میں دیکھ کر حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خصوصی طور پر دعائیہ تحریک کا اعلان فرمایا۔ اسی جنگ کے دوران صدر پاکستان ایوب خان نے عرب ممالک کی امداد کے لیے ایک ریلیف فنڈ قائم کیا۔ چنانچہ حضورؒ نے احباب جماعت کو اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر شامل ہونے کی ہدایت فرمائی اور فنڈ کی رقم جمع کر کے صدرِ مملکت کو بھجوائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 60)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1967ء میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان امن اور اتفاق پیدا کرنے کی خاطر یہ تجویز دی کہ مسلمانوں کے

تمام فرقے کچھ عرصہ کے لیے اپنے اندرونی اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے محض اسلام کی تبلیغ اور تشہیر کے لیے مل کر کوشش کریں۔

(تاریخ احمدیت جلد 24صفحہ 157)

آج جماعت احمدیہ بطور امن پسند جماعت کے دنیا بھر میں معروف ومقبول ہے۔ قیام امن کے لیے دنیا بھر میں جاری جماعتی کاوشوں کو بھی تشکر اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جماعت کے سلوگن Love for All Hatred for none کی بہت تعریف کی جاتی ہے یعنی محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ یہ نعرۂ امن و سلامتی حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کی زبان مبارک سے ہی ادا ہوا تھا۔ جو حضور نے 1980ء میں سپین کی سرزمین پہ فرمایا۔ نفرتوں سے بھری دنیا میں محبت کا یہ اعلان عام تھا جس کے سبب مغرب نے حضورؒ کو سفیر محبت کے نام سے یاد کیا۔

لیکن جہاں تک دنیا کو متنبہ کرنے کی بات ہے تو حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آج سے 55 سال قبل، 28 جولائی 1967ء کو وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لندن میں ’’امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ‘‘ کےعنوان سے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔ جس میں حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک تیسری عالمی جنگ سے متنبہ کیا۔ اس کی ہولناک تباہی کی پیشگوئیوں سے ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے بات ختم کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔‘‘

(حقیقة الوحی صفحہ 256-257)

(تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 135-140)

خلافتِ رابعہ میں

خلافت رابعہ میں جماعت احمدیہ کو شدید تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ریاستی جبر ایک نئے روپ میں سامنے آیا۔ ایسے عالم میں بھی جماعت اپنی امن پسند پالیسی اور تعلیم پہ نہ صرف قائم رہی بلکہ خلافت احمدیہ کے وجود سے عالمگیر امن و سلامتی کی کوششوں کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ 1991ء میں جب خلیج عرب کے ممالک میں شدید بحران تھا اور مختلف طاقتوں نے خلیجی ریاستوں پر دھاوا بولا تو حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس ساری صورت حال کی بابت مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے خطبات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا۔ آج تیس سال بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے وہ تمام تجزیے، جو مومنانہ فراست سے کئے گئے تھے، حرف بحرف پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ کاش کہ اس وقت کے سربراہان نے کان دھرے ہوتے تو خود بھی بچ جاتے اور عرب دنیا بھی آج کی شدید تر بے چینی سے بچ جاتی۔

(خلیج کا بحران اور نظام جہانِ نو)

حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے 1990 میں ’’اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل‘‘ کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جو بعد ازاں کتابی صورت میں بھی شائع ہوا۔ اس میں آپؒ نے انسانوں کو نسل پرستی کی وبا سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ آنے والے وقت میں یہ وبا امن عالم کے لیے بہت بڑا خطرہ ثابت ہوگی۔ آپؒ نے نہ صرف اس کے بارہ میں توجہ دلائی بلکہ اسلام کی حسین تعلیم سے اس کا حل بھی بتایا۔ آپؒ نے فرمایا:

’’میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی بھی لحاظ سے اور کسی بھی سطح پر بنی نوع انسان کی تقسیم اور امتیازی سلوک سے کچھ لوگ وقتی فائدہ تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن بالآخر اس کے دور رس نتائج سب کے لیے لازماً برے ہی ہوا کرتے ہیں۔ عصر حاضر کے اس تناظر میں اسلام ایک ایسا واضح اور امید افزا پیغام دیتا ہے جو موجودہ حالات میں بڑا موثر کردار ادا کرسکتا ہے۔ اسلام نسل پرستی اور طبقاتی منافرت کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور فساد کی کوئی بھی شکل کیوں نہ ہو اسے قابل مذمت قرار دیتا ہے۔‘‘

(ہفت روزہ بدر قادیان 19-26 دسمبر 2013ء صفحہ 26)

حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کا یہ خطاب امن کے حوالے سے ایسا مکمل لائحہ عمل لئے ہوئے ہے کہ اس میں امن عالم کی راہ میں رکاوٹ بننے والے تمام مسائل اور اُن کے موثر ترین حل کا ذکر فرمایا۔ اس میں جہاں مذاہب عالم کے مابین امن و آشتی اور ہم آہنگی کا طریق بتایا گیا، وہیں معاشرتی امن، معاشرتی اقتصادی امن، اقتصادی امن، قومی و بین الاقوامی سیاسی امن اور انفرادی امن کے ہر پہلو پہ بات کی گئی۔

خلافت رابعہ میں جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر عالمگیر شہرت اور کامیابی نصیب ہوئی اور قیام امن کے لیے جماعتی کوششوں اور کاوشوں کو ایک دنیا نے سراہا اور ان سے فیضیاب ہوئے۔ قدرتی آفات و مصائب میں دنیا کو پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے Humanity First کا قیام ہو یا افریقہ کے دور دراز علاقوں میں شفاخانوں کی تعمیر، خلافت احمدیہ نے امن وسلامتی اور اس کی ترویج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

خلافتِ خامسہ میں

خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی و رہنمائی میں امن عالم کے لئے ہمہ جہت کوششیں اور کاوشیں جاری ہیں۔ آج جب دنیا امن کو ترس رہی اور تیسری عالمی جنگ کے بادل فضاؤں میں منڈلا رہے ہیں، امن کا یہ شہزادہ دنیا کو بار بار امن کی طرف بلا رہا ہے۔ ان کاوشوں کی مختصر سی جھلک پیش خدمت ہے۔

حضور انور کے خطبات

حضور انور نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی مختلف مواقع پر اپنے خطبات کے ذریعہ دنیا کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے افرادِ جماعت کو بالخصوص اور تمام عالم کو بالعموم مخاطب کرتے ہوئے تمام دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوششوں کی تلقین فرمائی۔ اور احباب جماعت کو اسلام کی امن و آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ دنیا کے سامنے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور مسائل کے حل کے لئے متعدد بار دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ نیز مسلم امہ اور بڑی طاقتوں کو انتباہ فرمایا اور ان معاملات میں رہنمائی فرمائی۔ اِن میں حضور انور نے کسی ایک خطہ کو ہی مخاطب نہ کیا، بلکہ ایشیائی ممالک کے مسائل ہوں، یا یورپ کے ممالک کے خطرات، افریقی ممالک میں پائی جانے والی بے چینی ہو یا عرب دنیا میں پھیلی حکمران طبقے سے ناراضگی۔ حضور انور نے ہر جگہ کے مسائل کا وقتاً فوقتاً ذکر کرکے اُن کی بار بار راہنمائی فرمائی۔

حضور انور کے سربراہان کو لکھے گئے خطوط

قیام امن عالم کی خاطر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سربراہوں کو بذریعہ خطوط مخاطب کرنا خلافت خامسہ کے کارہائے نمایاں کا ایک درخشاں اور تاریخی پہلو ہے۔ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے حکمرانوں کو درپیش عالمی خطرات کے تناظر میں 2012ء میں قیامِ امن کی خاطر سنجیدہ تعاون اور جد و جہد کے لئے خطوط لکھنے کا اہتمام فرمایا۔ یہ خطوط پوپ بینیڈ کٹ XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ، وزیر اعظم کینیڈا، خادم حرمین شریفین سعودی، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، چانسلر جرمنی، صدر جمہوریہ فرانس، ملکہ برطانیہ، صدر روسی فیڈریشن اور ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ خامنائی کو لکھے۔ حضور انور کے یہ تمام مکتوبات بعد ازاں اپریل اور اگست 2012 ء کے شماروں میں شائع کر دیئے گئے تھے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان عالمی راہنماؤں کے نام خطوط میں حضور انور نے کمال حکمت سے ان سربراہان کو سمجھایا۔

پوپ کے نام حضور کا مکتوب، امیر جماعت احمدیہ کبابیر نے ویٹیکن میں ایک ملاقات میں خود پوپ کی خدمت میں پیش کیا۔ بعض ملکوں کی پالیسیوں کی نشاندہی کرکے بھی اُنہیں توجہ دلائی کہ وہ عالمی امن کی خاطر ملکی مفادات کو پیچھے رکھ کر غور کریں۔ اسی تناظر میں اسرائیل کے وزیر اعظم کے نام خط میں حضور انور نے عہد نامہ قدیم کی کتب استثناء اور زبور کے حوالہ دے کر بھی سمجھایا کہ اگر آپ ظلم سے باز نہ آئے تو آپ ہی کی مقدس کتاب میں ان الفاظ میں عواقب کا ذکر ہے، جس سے بچنے کے لئے امن کو موقع دیں۔

مورخہ 7مارچ 2012ء کو اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر محمود احمدی نژاد کے نام خط میں حضور انور نے تیسری عالمی جنگ کا انتباہ کرتے ہوئے ایران کے صدر کو لکھا کہ وہ اپنی عالمی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے تیسری عالمی جنگ کے امکانات کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں اور اسرائیل کے ساتھ جس حد تک ممکن ہو تصفیہ طلب امور کے لئے بین الاقوامی تعلقات کے انصرام اور مذاکرات کی راہ اپنانے اور اختلافی امور کے حل کے لئے طاقت کے استعمال کی بجائے ڈائیلاگ کا راستہ اختیار کریں۔

مورخہ 8مارچ 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ نے امریکہ کے صدر

باراک اوباما کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’دنیا میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ ضروری محسوس کیا کہ آپ کی طرف یہ خط روانہ کروں کیونکہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سُپر پاور ہے...ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اور اقتصادی مشکلات نے کئی چھوٹے ممالک کو جنگ میں دھکیل دیا ہے اور بعض ممالک کی داخلی بدامنی اور عدم استحکام میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے۔ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا...میری آپ سے بلکہ تمام عالمی لیڈروں سے یہ درخواست ہے کہ دوسری قوموں کو زیرِ نگین کرنے کے لئے طاقت کی بجائے سفارتکاری، سیاست اور دانشمندی کو بروئے کار لائیں۔بڑی عالمی طاقتوں، مثلاً امریکہ کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے...اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن 8 جون 2012ء صفحہ 11-12)

ان تمام خطوط کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور انور کس درد کے ساتھ عالمی امن کے لئے کوشاں ہیں۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام نوویں امن سمپوزیم سے خطاب میں فرمایا: میں نہیں جانتا کہ وہ میرے خطوط کو کوئی اہمیت دیں گے یا نہیں، مگر اُن کا ردعمل جو بھی ہو میں نے خلیفہ وقت ہونے اور لاکھوں احمدیوں کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے احمدیوں کے احساسات اور جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے دنیا کے شدید خوفناک حالات کے بارہ میں تنبیہ کر دی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 22 جون 2012ء صفحہ 11 کالم 1)

کورونا وباء کے دنوں میں 2020ء کے ماہِ جون میں حضور انور نے ایک بار پھر عالمی راہنماؤں کو ذاتی طور پر خطوط لکھ کر اِس وباء سے ہونے والے جانوں کے نقصان پہ افسوس کے اظہار کے ساتھ ساتھ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے، اپنی قوم اور اقوام عالم سے تعلقات میں انصاف کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس بار ان خطوط میں حضور انور نے 17 عالمی راہنماؤں کو مخاطب کیا۔جن میں پوپ اور سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کے علاوہ آسٹریلیا، کینیڈا، چین، فرانس، جرمنی، گھانا، انڈیا، اسرائیل، جاپان، نائیجیریا، روس، سیرالیون، برطانیہ اور امریکہ کے سربراہانِ مملکت شامل تھے۔

(پریس ریلیز 6 دسمبر 2020ء بحوالہ pressahmadiyya.com)

(امن کانفرنسز اور امن سمپوزیمز کا انعقاد)

گو کہ جماعت احمدیہ نے ہر دور میں دنیا بھر میں امن کانفرنسز کا اہتمام کیا ہے۔ان کانفرنسز کا مقصد آج کی پریشان حال دنیا میں امن کی تدابیر پر غور کرنا ہے۔لیکن دنیا کے موجودہ خطرناک حالات کے پیش نظر خلافت خامسہ کے دور میں ان کانفرنسز میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ یہاں پر ان تمام کانفرنسز کا ذکر تفصیل سے تو کیا مختصراً بھی ناممکن ہے۔حضور انور نے اپنی خلافت کے آغاز سے ہی جماعت احمدیہ برطانیہ کو ایک سالانہ پروگرام امن سمپوزیم کے انعقاد کی طرف توجہ دلائی۔سوائے کورونا وبا کے گزشتہ دو سالوں کے، یہ پروگرام بلاتعطل جماعت احمدیہ برطانیہ کے سالانہ پروگرام کا ایک لازمی اور اہم ترین حصہ رہا ہے۔جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس شرکت کرتے اور حاضرین سے خطاب فرماتے ہیں۔اسی کی پیروی میں دنیا بھر میں جماعتیں امن کانفرنسز اور سمپوزیم منعقد کرتی ہیں۔ان پروگراموں میں اعلیٰ حکومتی وزراء، اعلیٰ عہدیداران، ملکوں کے سفراء، پارلیمینٹیرینز، شہروں کے میئرز، مذہبی رہنما، تھنک ٹینکس سے تعلق رکھنے والے افراد اور معززین شرکت کرتے ہیں۔

ان میں اپنے خطاب میں دنیا میں امن کے قیام کے موضوع پر اسلامی تعلیم کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور قیام امن کے لئے کی گئی کوششوں کو سراہا۔

احمدیہ مسلم امن انعام

جماعت احمدیہ کی عالمی امن کے لئے کی گئی کوششوں میں سے ایک کوشش یہ بھی کی گئی کہ دنیا میں کسی بھی جگہ پر کسی بھی لیول پر امن کے لئے کی گئی انفرادی یا اجتماعی کوششوں کو سراہا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔خلافت خامسہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ نے حضور انور کی اجازت و راہنمائی سے احمدیہ مسلم پیس پرائز کا آغاز کیا۔ جو کسی ایسی اہم شخصیت یا ادارے کو دیا جاتا ہے جنہوں نے امن کے قیام کے لئے غیر معمولی کام کیا ہو۔اس کے ساتھ 10000پونڈ انعام کی رقم دی جاتی ہے۔امن عالم کے قیام میں نمایاں کردار ادا کرنے والی بہت سی نیک روحوں کو یہ انعام دیا جاچکا ہے۔اب تک یہ انعام درج ذیل شخصیات کو دیا جا چکا ہے۔

1. مکرم ڈاکٹر لارڈ ایرک ایوبری صاحب Lord Eric Avebury آف یوکے۔
2. مکرم عبدالستار ایدھی صاحب Abdul Sattar Edhi آف پاکستان۔
3. ایس او ایس چلڈرن ولیج SOS Children's Villages آف یوکے UK۔
4. مکرم ڈاکٹر اہنبا بوچی ایڈجی Dr.Oheneba Boachie-Adjei آف گھانا۔
5. مکرم میگنس میک فرلانس بارو صاحب Magnus-MacFarlane-Barrow آف سکاٹ لینڈ۔
6. مکرمہ سندھوتی سپکل Sindhutai Sapkal آف انڈیا۔
7. مکرمہ حادیل قاسم Hadeel Qasim آف عراق۔
8. مکرمہ سٹوسکو تھرلو Mrs:Setsuko Thurlow آف جاپان۔
9. مکرم ڈاکٹر لیونڈ روشل Dr:Leonid Roshal آف روس
10. مکرم ڈاکٹر فریڈ میڈنک Dr:Fred Mednick آف امریکہ۔

دورہ جات وخطابات

دنیا میں امن کے قیام کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کی گئی کوششوں میں ایک بہت بڑا حصہ آپ کے مختلف ممالک کے دورہ جات ہیں۔ان دوروں میں حضور انور نے سربراہان مملکت سے ملاقاتوں، حکومتی وزراء، ممبران پارلیمنٹ، کونسلرز، میئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکلاء

اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے معززین کے ساتھ ملاقاتوں کے ذریعہ اسلامی تعلیم کے مطابق امن کا پیغام پہنچایا۔ دنیا کی موجودہ صورت حال، عالمی معیشت، ماحولیاتی آلودگی، دہشتگردی کے سدّباب اور عالمی امن کے قیام جیسے موضوع زیر بحث رہے۔حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقاریب میں حضور انور نے اپنے خطابات میں اسلام کی پُر امن تعلیمات کا خوبصورت تذکرہ فرمایا۔دوسرے ان دورہ جات میں دنیا کے کئی ممالک میں پارلیمنٹس سے حضور انور کے خطابات بھی شامل ہیں۔

برطانوی پارلیمنٹ، ہاؤسز آف پارلیمنٹ (Houses Of Parliament) میں تاریخی خطاب

22 اکتوبر 2008ء کو صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں علاقہ کی ممبر آف پارلیمنٹ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں برطانیہ کے پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک تقریب منعقد کی جس میں دونوں ایوانوں سے آئے ہوئے 30 سے زائد ممبران پارلیمنٹ، حکومتی وزراء، مختلف ملکوں کے سفراء اور دیگر معززین سے حضورِ انور نے حالات حاضرہ کے تناظر میں نہایت پُرحکمت اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

یورپین پارلیمنٹ میں پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کے متعلق ایک پُرشکوہ تقریب

20 ستمبر 2011ء کو یورپین پارلیمنٹ کے وسیع ہال میں تقریب کا انعقاد ہوا جس میں 80 سے زائد یورپین پارلیمنٹ کے ممبران، سفارتی شخصیات، اعلیٰ علمی شخصیات اور صحافی حضرات کے علاوہ 16 ممالک کے غیر از جماعت مہمان شریک ہوئے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب میں فرمایا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے انسان کو لازماً خدا کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور یہی تمام مسائل کا حل ہے۔

کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی

27 جون 2012ء کو کیپیٹل ہل CAPITOL HILL واشنگٹن ڈی سی میں امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اہم اراکین کانگریس وسینٹ، سفیروں، وائٹ ہاؤس اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف، غیر سرکاری تنظیموں کے رہنماؤں، مذہبی قائدین، اساتذہ کرام، مشیروں،

سفارتی نمائندوں، تھنک ٹینک اور پینٹا گون کے نمائندوں اور میڈیا کے افراد سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے اس موقع پہ امریکہ کی حکومت کے ان نمائندگان سے خطاب میں امن کا راستہ بتاتے ہوئے انصاف پر مبنی بین الاقوامی تعلقات پر زور دیا۔ یقیناً یہ خطاب پڑھ کر ہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلفاء دنیاداروں کو کیسے مخاطب کرتے ہیں۔ اور یہ کہ حضور انور نے کس طرح اتمام حجت کرتے ہوئے ان اعلیٰ ترین ایوانوں میں امن کا پیغام پہنچایا۔ اور آئندہ کے خطرات سے آگاہ کیا۔

سیدنا حضور انور کے خطاب بر موقعہ کیپیٹل ہل امریکہ مورخہ 27 جون 2012ء کے موقعہ پر Democratic Leader عزت مآب Nancy Pelosi نے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرمایا:

’’اپنی قیادت کی وجہ سے آپ دنیا میں ایک عالمی اہمیت کی حامل شخصیت کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے ہیں... آپ سرحدوں کے پار ایک عظیم طاقت اور ترقی پذیر دنیا کیلئے ایک سرمایہ ہیں... آپ حکمت اور خدا ترسی سے پُر رہنما ہیں جنہوں نے عدم تشدد نیز مختلف مذاہب کے درمیان باہمی احترام کو ایک فاتح کے طور پر قائم کیا ہے۔‘‘

مورخہ 29 جنوری 2015ء کو برطانیہ میں ایک تقریب کے دوران کے دوران عزت مآب David Cameron (سابق وزیر اعظم برطانیہ) نے اپنی تقریر میں سیدنا حضور انور کے متعلق کہا کہ:

’’سیدنا حضور انور حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن کے پیغامبر ہیں... میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ کے فلاحی کام اور باہمی پیار و محبت کی آپ کی فلاسفی (محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں) برطانیہ میں بھی اور ساری دنیا میں یونہی پھلتی پھولتی رہے گی۔‘‘

مورخہ 11 مئی 2013ء کو ساؤتھ کیلیفورنیا میں سیدنا حضور انور نے ایک تاریخی خطاب فرمایا۔ اس موقعہ پر عزت مآب Congresswoman Karen Bass نے کہا:

’’آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک انقلابی شخصیت ہیں جنہوں نے پوری دنیا میں امن اور رواداری کو بڑھاوا دیا ہے۔‘‘

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 2015ء میں ٹوکیو میں استقبال کے دوران Mike Sata Yasuhiko, Chairman Tokibo group of Industries نے کہا کہ:

’’سیدنا حضور انور حضرت مرزا مسرور احمد نے اپنی ساری زندگی قیام امن کیلئے وقف کی ہوئی ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد بین المذاہب امن کا قیام ہے۔ یہ میری خواہش ہے کہ سیدنا حضور انور مستقل طور پر جاپان تشریف لے آئیں تا ہمارا ملک بھی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو جائے۔‘‘

بین المذاہب کانفرنس، گِلڈ ہال، لندن

دنیا کے امن کو بڑھاوا دینے کیلئے جماعت احمدیہ برطانیہ کے قیام کی سو سالہ تقریبات کے سلسلہ میں فروری 2014 ء میں ایک بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد لندن کی مشہور ترین بلڈنگز میں سے ایک گِلڈ ہال میں کیا گیا۔ جس میں مختلف مذاہب کے علماء یا نمائندوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنی اپنی مقدس کتب پر بنیاد رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ اور مذہب کے تصور کی تعلیم کو پیش کریں، اور یہ کہ اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کا کردار اور خدا تعالیٰ کی کیا ضرورت ہے۔ اس کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کی۔ جبکہ یہودیت، عیسائیت، بدھ مت، دروزی، ہندومت، زرتشت ازم اور سکھ ازم کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ سب مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ تقریب لندن کے سب سے بڑے پرانے اور روایتی ہال، گِلڈ ہال (Guildhall) میں منعقد ہوئی۔ جو 600 سال پرانی اور لندن کی قدیم ترین دو عمارتوں میں سے ایک ہے۔ یقیناً اس مختصر وقت میں اس تقریب کا تفصیلی احوال بتانا تو ممکن نہیں۔ اس موقع پہ حضور انور کا خطاب ایسے وجد آفرین مناظر لئے ہوئے تھا کہ جو دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس نے سامعین پر غیر معمولی اثرات چھوڑے۔

انگلستان میں گریناڈا (Grenada) کے ہائی کمشنر He Joselyn Whiteman نے کہا کہ:

’’یہ بہت زبردست تقریب تھی۔ یہ بات کہ اتنے سارے مذاہب ایک ہی چھت کے نیچے اس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں جہاں ہمارے ایمانوں میں اضافہ کا باعث ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ آج کل دنیا کے مسائل کے حل کے لئے لوگوں کو اکٹھا کس طرح کیا جا سکتا ہے۔‘‘

Mak Chishty، جو لنڈن میں میٹروپولیٹن پولیس میں کمانڈر ہیں نے کہا کہ:

’’مجھے آج کی تقریب میں یہ بات اچھی لگی کہ ہر کسی نے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیں۔ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی نہیں کی۔ اور اسی چیز سے ہم میں باہم اتحاد اور یگانگت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔‘‘

یورپین پارلیمنٹ میں لندن کے نمائندے Dr. Charles Tannock MEP نے برملا کہا:

’’مستقبل میں اس رستہ کو اپنانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ ہم سب خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم یہ نہیں مان سکتے کہ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم مذہب کے نام پر ایک دوسرے سے لڑتے چلے جائیں۔‘‘

میگل گارسیا (Miguel Garcia) صاحب، جو پیدرو آباد، سپین کے سابقہ میئر رہے ہیں۔ انہوں نے اس کانفرنس کے متعلق کہا:

’’مسلم جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے وفود، ممبرز آف پارلیمنٹ، سیاسی شخصیات، تعلیم دان اور مختلف انسانی ہمدردی سے تعلق رکھنے والے اداروں کے نمائندگان کو لندن میں جمع کیا گیا تا کہ وہ اتحاد اور امن کے قیام کیلئے ڈائیلاگ کی ضرورت پر غور کریں۔ یہ انتہائی مثبت قدم تھا۔ مَیں جماعت احمدیہ کو اس تقریب کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور میری خواہش ہے کہ یہ جماعت اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے... مَیں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے الفاظ سے بہت محظوظ ہوا ہوں۔ انہوں نے جنگ و جدل سے آزاد ایک پُرامن معاشرے کے قیام کے حوالہ سے بات کی ہے اور اُن حکومتوں کی مذمت کی ہے جو دفاع کے نام پر اسلحہ کو انسانیت پر ترجیح دیتی ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مرزا مسرور احمد نے ایک ایسے معاشرہ کے قیام کے لئے جس کی بنیاد انصاف اور باہمی عزت و احترام پر ہو، مختلف مذاہب کے لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی دعوت دی ہے۔ ہم ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جو تضادات سے بھری پڑی ہے۔ بعض ممالک ترقی کی انتہا کو چھو گئے ہیں جبکہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھوک اور افلاس کی وجہ سے مر رہی ہے۔ ایک طرف ہم لاکھوں ٹن خوراک سمندر میں پھینک دیتے ہیں اور دوسری طرف کروڑوں لوگ ایسے ہیں جن کو کھانے کے لئے انتہائی مشکل کے ساتھ کچھ ملتا ہے۔ ایک طرف کروڑپتی افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے تو دوسری طرف معاشرے کے بعض طبقے انتہائی غریب ہو گئے ہیں۔ ایک ایسی دنیا کے قیام کی ضرورت ہوگی جو جنگ کو ترک کر دے اور امن کی خواہاں ہو، جو سب کو ساتھ لے کر مشترکہ طور پر ترقی کرے، جو ناانصافی کے خلاف کھڑی ہو جائے اور معاشرتی انصاف کو فروغ دے۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مؤرخہ 7 مارچ 2014ء)

عزت مآب سابق وزیر اعظم کینیڈا جناب سٹیفن ہارپر نے سیدنا حضور انور کے متعلق کہا کہ:

’’آپ مذہبی آزادی اور امن کے ایک بہادر فاتح ہیں اور آپ اسلام کا ایک سچا خیرخواہ چہرہ ہیں۔‘‘

کینیڈا کے موجودہ وزیر اعظم عزت مآب Justin Trudeau نے سیدنا حضور انور کے متعلق کہا کہ:

’’آپ کی رفاقت اور آپ کی رہنمائی کینیڈا کیلئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔‘‘

امسال یوکرین اور روس کی جنگ شروع ہونے کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ نے عالمی سطح پہ تیسری عالمی جنگ سے روکنے کیلئے ایک مضبوط ترین اور موثر ترین مہم چلائی تا کہ دنیا کو اس ہولناک ترین تباہی سے خبردار کیا جا سکے۔ اس مہم میں دنیا بھر کے طاقتور ممالک میں اہم جگہوں پہ ایسے پروگرام کئے گئے تا کہ عوام کی بڑی تعداد تک پیغام پہنچایا جا سکے۔

خلفائے احمدیت نے دنیا میں امن کے قیام کے لئے وسائل کی منصفانہ تقسیم کی طرف توسب کو توجہ دلائی۔ لیکن جماعت احمدیہ کے افراد کو خصوصاً محروم طبقوں تک بنیادی سہولیات کی فراہمی کی طرف بھی توجہ دلائی۔ تا اُن کی تکالیف بھی دور ہوں اور ان طبقات سے احساس محرومی بھی ختم ہو۔ اس ایک پہلو پہ ہی نظر ڈالی جائے تو ہر سال جماعت کو بہت سارے ملکوں میں، ایک ایک ملک میں ہی کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جن میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی، صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی، ہسپتالوں کا قیام، فری میڈیکل کیمپس، یتیم بچوں کیلئے آرفن ہاؤسز، سکولوں اور مختلف ٹیکنیکل تعلیمی اداروں کا قیام، غریب بچوں کے لئے تعلیمی وظائف، غرباء کو مکان مہیا کرنا، بھوکوں کو کھانے کی فراہمی، اور قدرتی آفات کے موقع پر ہر ممکن مدد، اور دکھی انسانیت کی ہر ممکن طریق سے مدد شامل ہے۔ یقیناً اس سب سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل پا رہا ہے، جس سے محروم طبقے بجائے اُمراء پہ غصہ کرنے کے مناسب ترین طریق سے دنیا میں مفید وجود بن رہے ہیں۔ اور یہ سب کام دنیا بھر میں ہو رہے ہیں۔

خاکسار اپنی تقریر کے آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان نصیحت آمیز اور فکر انگیز خطابات میں سے وقت کی رعایت کے مطابق صرف دو اقتباسات پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے۔ اگرچہ حضور انور نے اپنی مبارک خلافت کے ایک لمبے عرصہ کو عالمی لیڈروں کی توجہ، امن عالم اور اتحاد کے لئے وقف کر دیا ہے اور دلچسپی رکھنے والے افراد ان خطابات سے جو کتابی شکل میں World Crises & Pathway to Peace کے نام سے طبع شدہ ہے، اسی کتاب سے خاکسار درج ذیل دو اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ دنیا کو ایک اور عالمی جنگ سے خبردار کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب انسانی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں

تب وہ قادر مطلق خدا انسانی قسمتوں کے فیصلے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے تا کہ وہ اپنا فیصلہ ظاہر کرے اور لوگوں کو اس کی طرف جانے اور انسانی حقوق کے ادا کرنے کیلئے مجبور کرے۔ یہ بات بہت بہتر ہے کہ اہل دنیا خود ان اہم معاملوں کی طرف دھیان دیں کیونکہ جب اللہ کو ایسی کارروائی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو اس کا غصہ انسان کو نہایت خوفناک ڈھنگ سے پکڑتا ہے۔اس طرح یہ خوفناک پکڑ ایک اور عالمی جنگ کی شکل میں ظاہر ہوسکتی ہے۔اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آنے والی عالمی جنگ کے نتائج اور اس کی وسیع تباہ کاریاں صرف اس جنگ تک یا موجودہ نسل تک محدود نہیں رہیں گی بلکہ اس کے خوفناک نتائج آنے والی کئی نسلوں پر اثر انداز ہوں گے۔ پھر ایسی جنگ کے خوفناک نتائج اور اس کے اثرات نوزائیدہ بچوں پر اور مستقبل میں پیدا ہونے والے بچوں پر بھی پڑیں گے موجودہ جدید ہتھیار اس قدر تباہی مچانے والے ہیں کہ مستقبل میں پیدا ہونے والی کئی نسلوں کے جسموں پر ان کے خوفناک نتائج پڑیں گے۔

جاپان ایک ایسا ملک ہے جن نے ایٹمی جنگ کے خوفناک نتائج دیکھے ہیں۔آج بھی اگر آپ جاپان جائیں تو اس جنگ سے خوف اور نفرت ان کی آنکھوں میں دیکھیں گے۔حالانکہ وہ ایٹم بم جو اس وقت استعمال کئے گئے تھے وہ آج کے ایٹمی ہتھیاروں، جو اس وقت بہت سے چھوٹے چھوٹے ملکوں کے پاس بھی ہیں، کے مقابلہ میں بہت معمولی تھے۔کہا جاتا ہے کہ جاپان میں اگر چہ کہ اس واقعہ کو سات دہائیاں گزر چکی ہیں، آج بھی وہ ایٹمی اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔آج بھی وہ ایٹمی ہتھیار نوزائیدہ بچوں پر اپنے بھیانک اثرات دکھا رہے ہیں۔

اگر کسی انسان کو گولی ماری جائے تو اس کا بچ جانا تو ممکن ہے لیکن اگر ایٹمی جنگ شروع ہوجاتی ہے تو جو بھی اس کی لپیٹ میں آئیں گے ان کی ایسی قسمت نہیں ہوگی۔اس کے برعکس ہم دیکھیں گے کہ لوگ اچانک مرنے لگیں گے اور ایک جگہ جم جائیں گے۔ان کی کھالیں پگھلنے لگیں گی۔پینے کا پانی، کھانا اور سبزیاں سب زہر آلود ہو جائیں گی۔وہ جگہیں جہاں پر سیدھے طور پر جنگ نہ ہوگی وہاں پر بھی اور جہاں جنگ کے اثرات کچھ کم پڑیں گے وہاں پر بھی ایٹمی بیماریوں کے بھیانک نتائج پیدا ہوں گے اور مستقبل کی نسلوں کو کئی طرح کے خطرات سے گزرنا ہوگا۔

اس کے باوجود آج کچھ مفاد پرست اور بے وقوف لوگ اپنی ایجادات پر بڑا فخر محسوس کر رہے ہیں اور انہوں نے دنیا کی تباہ کاریوں کیلئے جو کچھ ایجاد کیا ہے اس کو دنیا کیلئے ایک تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

ایک اندازہ کے مطابق دوسری عالمی جنگ میں 62 ملین لوگ مارے گئے تھے۔بتایا جاتا ہے کہ مارے گئے لوگوں میں 40 ملین عام شہری لوگ تھے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فوج کی نسبت عام آدمی زیادہ مارے جاتے ہیں۔یہ وہ تباہ کاری ہے جو جاپان کے علاوہ باقی جگہوں پر صرف عام ہتھیاروں کے ساتھ ہوئی تھی۔اس جنگ میں صرف بھارت میں 16 لاکھ لوگ موت کا شکار ہوئے تھے۔لیکن آج حالات بدل گئے ہیں۔آج جیسا کہ میں ذکر کیا کئی چھوٹے چھوٹے ملکوں نے بھی تباہ کار ایٹمی ہتھیار بنا لئے ہیں۔اور سب سے بڑھ کر خوف کی بات یہ ہے کہ ایسے ہتھیار ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں بھی آ گئے ہیں جو صحیح شعور نہیں رکھتے یا جو آنے والی تباہی اور بربادی کا صحیح تصور نہیں کر سکتے۔حقیقت میں ایسے لوگ انجام سے اس قدر لاپرواہ ہوتے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر بندوقیں تان لیتے ہیں۔

پس اگر بڑی طاقتیں انصاف سے کام نہیں لیتیں اور چھوٹے ممالک کی ناامیدیوں کو ختم نہیں کرتیں اور اس سمت میں ٹھیک کارروائیاں نہیں کرتیں تو حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہو جائیں گے۔اور اس کے بعد جو تباہی بربادی پھیلے گی ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

پس دنیا کے ممالک کو ان موجودہ حالات پر بہت فکر مند ہونا چاہئے۔اسی طرح بعض مسلم ملکوں کے ناانصاف بادشاہ جن کا واحد مقصد کسی بھی قیمت پر اپنے تسلط کو قائم رکھنا ہے، انہیں بھی ہوش میں آنا چاہئے، ورنہ ان کی بداعمالیاں اور بے وقوفیاں ان کی بدانجامی کی وجہ بن جائیں گی۔

ہم جو جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں دنیا اور انسانیت کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنی انتہائی کوشش کرتے رہیں گے۔ یہ اس لئے کہ ہم نے موجودہ زمانے کے امام کو مانا ہے جسے خدا نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور جو خدا کے رسول حضرت محمد ﷺ کا غلام تھا جو دنیا کی بھلائی کیلئے آیا تھا۔“

(خلاصہ خطاب حضور انور نویں سالانہ امن کانفرنس بیت الفتوح مارڈن، 24 مارچ 2012ء)

(بحوالہ World Crises and Pathway to Peace صفحہ 40-45)

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امن سے متعلق اپنے خطابات میں جو حضور انور نے جرمنی، واشنگٹن اور جاپان میں ارشاد فرمائے کہ امن کے حوالہ سے مختلف النوع تجاویز پیش فرمائیں۔حضور نے جرمنی میں اپنے خطاب میں جو کہ 2012ء میں ارشاد فرمایا تھا وطن سے محبت کے متعلق اسلامی تعلیمات کو پیش فرمایا۔حضور نے فرمایا کہ وطن سے وفاداری اور محبت کہنا یا سننا بہت آسان ہے لیکن درحقیقت یہ چند الفاظ اپنے اندر بہت وسعت اور گہرائی سمیٹے ہوئے ہیں۔اسلامی تعلیمات کے مطابق وطن سے وفاداری کی صحیح تعریف اپنے عہد و پیمان کو ہر سطح اور ہر طرح کے حالات میں مشکلات کے باوجود غیر مشروط طور پر ادا کرنا ہے اور یہی وفاداری کا حقیقی معیار ہے جس کی قرآن مجید مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے۔ایسی صورت میں ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وہ وطن کی وفاداری کے حوالہ سے جہاں اپنے حقوق کا خیال کرے وہیں اپنے فرائض کی طرف بھی توجہ دے۔یہ نہیں کہ اپنے حقوق کے حصول کیلئے وطن کے مفادات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہ کرے۔

اسی طرح حضور انور نے اہل جاپان کو امن کے حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ اس سے پہلے ہونے والی دوسری عالمی جنگ کے خطرناک ایٹمی جنگ کے تباہ کن اثرات کو برداشت کر چکے ہیں۔ اس لئے آئندہ ہونے والی متوقع تیسری عالمگیر جنگ کو ٹالنے کیلئے دنیا کے باقی ممالک اور باشندوں کی نسبت آپ کا کردار بہت واضح اور صاف ہونا چاہئے۔ بہر حال اس سے پہلے ہونے والی عالمی جنگ میں جاپان اپنے تیس لاکھ افراد کی جان سے ہاتھ دھو چکا ہے۔ہم ممبران جماعت احمدیہ حتی الوسع اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ دنیا اور انسانیت کو تباہی سے بچایا جائے۔ امید ہے کہ جاپان کے دانشور اور انصاف پسند جماعت احمدیہ کی کوششوں میں اس کا ساتھ دیں گے۔

تاریخ احمدیت ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں خلافت راشدہ احمدیہ بھرپور کاوشوں اور دعاؤں کے ذریعہ امتِ مسلمہ اور انسانیت کے اتحاد اور قیام امن کی خاطر کوشاں رہی۔اللہ کرے کہ دنیا خدا کے بھیجے ہوئے فرستادے کو پہچاننے میں اب مزید تاخیر نہ کرے تا عافیت کا یہ حصار اُن کو شَشْ جہت سے ڈھانپ لے اور ان کی دائمی نجات کا موجب ہو سکے، آمین۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار

بقیہ: تلخیص صحیح بخاری...... از صفحہ 7

آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں۔ہرقل علم نجوم کا ماہر تھا،اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ مختونوں کا بادشاہ ہمارے ملک پر غالب آ گیا ہے۔

سوال: ہرقل کے وزیروں مشیروں نے کیا تجاویز دیں؟

جواب: مشیروں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا۔سو اس وجہ سے آپ پریشان نہ ہوں۔سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ کر بھیج دیں کہ وہاں جتنے یہودی ہیں سب قتل کر دیئے جائیں۔

سوال: ہرقل کے پاس شاہِ غسان کا نمائندہ کیا پیغام لایا؟

جواب: اہل عرب میں سے ایک آدمی نے اسلام کا پیغام شاہِ غسان کو دیا اور شاہِ غسان نے اس آدمی کو ہرقل کے پاس بھیج دیا۔ اور ہرقل نے اس آدمی سے تمام حالات سنے۔اور بطورِ خاص اس شخص سے ختنہ کے حوالہ سے عربیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں۔غسان،عرب اور شام کے درمیان ایک سلطنت تھی اس کا بادشاہ ہرقل کا باجگزار ہوا کرتا تھا۔

سوال: ہرقل نے ختنہ کی تصدیق کے بعد کیا رائے قائم کی؟

جواب: ہرقل نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہی محمدؐ اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں۔

سوال: ہرقل نے مزید تصدیق کے لئے کسے خط لکھا؟

جواب: ہرقل نے اپنے ایک دوست رومیہ کو خط لکھا اور وہ بھی علم نجوم کا ماہر تھا۔اس نے **جواب** میں لکھا کہ اس کی رائے بھی نبیؐ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کے موافق ہے کہ محمدؐ ہی وہ پیغمبر ہیں، جس کا ظہور متوقع تھا۔

سوال: ہرقل نے رومیہ کی تصدیق کے بعد کیا قدم اٹھایا؟

جواب: رومیہ کی تصدیق کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے بڑے آدمیوں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس نے حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ پھر وہ اپنی رہائش سے باہر آیا۔ اور کہا اے روم والو!

کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ حصہ تمہارے لیے بھی ہے؟اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی (محمدؐ) کی بیعت کرلو اور مسلمان ہو جاؤ۔

سوال: ہرقل کے سامنے اہل روم کا کیا ردعمل ہوا؟

جواب: ہرقل سے مسلمان ہونے کی تلقین سن کر وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے مگر انہیں بند پایا۔ہرقل نے ان کی یہ نفرت دیکھی تو ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوگیا۔

سوال: ہرقل نے عوام کو مطیع رکھنے کی کیا چال چلی؟

جواب: ہرقل نے کہا میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہاری دینی پختگی کی آزمائش مقصود تھی، سو وہ میں نے دیکھ لی ہے۔تب وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے خوش ہو گئے۔

بالآخر ہرقل کی آخری حالت یہی رہی۔ کہ اس نے اپنے ایمان کو دل میں ہی چھپائے رکھا۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاءاللہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: حکایات اولیاء...... از صفحہ 8

ایک آدمی آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر اندر اطلاع کرائی۔ افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک آنے والے کا حلیہ اور نقوش چہرہ کو معلوم نہ کر لیتا اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ اور وہ قیافہ سے استنباط کر لیتا کہ شخص مذکور کیسا ہے کیسا نہیں۔ نوکر نے آ کر اس شخص کا حلیہ حسب معمول بتلایا۔ افلاطون نے جواب دیا کہ اس شخص کو کہہ دو کہ چونکہ تم میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں میں ملنا نہیں چاہتا۔ اس آدمی نے جب افلاطون کا یہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے مگر میں نے اپنی عادات رذیلہ کا قلع و قمع کر کے اصلاح کر لی ہے۔ اس پر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اندر بلایا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ بھی نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 119-120 جدید ایڈیشن)

پوستی کی حکایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''خلیفہ محمد حسن صاحب

(ایک شیعہ عالم) نے لکھا ہے کہ

فَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (الصافات:108) سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسین رضی للہ عنہ کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں۔

ان کی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اس میں سوراخ تھا۔ جب وہ رفع حاجت کو جاتا۔ اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا۔ آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں اور اپنی تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے۔

جو فَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ (الصافات:108) سے امام حسین رضی للہ عنہ کی شہادت نکالتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 163)

متقی اور محسن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''متقی کے معنی ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترکِ شر ہوتا ہے اور ایک اِفاضۂ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے میں نے تمہارے مکان کو آگ نہیں لگا دی اگر میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 166)

فقہی کارنر

نکاح پر باجا بجانے وغیرہ

نکاح پر باجا بجانے اور آتش بازی چلانے کے متعلق (حضرت مسیح موعودؑ سے) سوال ہوا فرمایا کہ:

ہمارے دین کی بنا یُسر پر ہے عسر پر نہیں اور پھر اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ ضروری چیز ہے باجوں کا وجود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا۔ اعلان نکاح جس میں فسق و فجور نہ ہو۔ جائز ہے بعض صورتوں میں ضروری شے ہے کیونکہ اکثر دفعہ نکاحوں کے متعلق مقدمات تک نوبت پہنچی ہے پھر وراثت پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے اعلان کرنا ضروری ہے مگر اس میں کوئی ایسا امر نہ ہو جو فسق و فجور کا موجب ہو۔ رنڈی کا تماشا یا آتش بازی فسق و فجور اور اسراف ہے یہ جائز نہیں۔

باجے کے ساتھ اعلان پر پوچھا گیا کہ جب برات لڑکے والوں کے گھر سے چلتی ہے کیا اسی وقت سے باجا بجتا جاوے یا نکاح کے بعد؟

فرمایا:۔

ایسے سوالات اور جزو در جزو نکالنا بے فائدہ ہے۔ اپنی نیت کو دیکھو کہ کیا ہے اگر اپنی شان و شوکت دکھانا مقصود ہے تو فضول ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ نکاح کا صرف اعلان ہو تو اگر گھر سے بھی باجا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اسلام جنگوں میں بھی تو باجا بجتا ہے وہ بھی ایک اعلان ہی ہوتا ہے۔

(الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 10)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

مداومت

ضرورت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کی جانے والی اصطلاحیں جیسے شوق، دلچسپی، مشغلہ اور رغبت یا انگریزی میں Passion کہلانے والی اصطلاح اکثر بے فائدہ بلکہ نقصان دہ بھی ثابت ہوتی ہیں کیونکہ یہ سب عارضی ہوتی ہیں۔ وہ اچھا کام جو دوسروں سے نمایاں طور پر بہتر انداز میں مداومت کے ساتھ کیا ہی جاوے دنیا اور اللہ کی نظر میں مقبول ہوتا ہے۔ عبادت بھی وہی ہوتی ہے جس میں مداومت اختیار کی جاتی ہے ورنہ کبھی کبھار کی عبادات اور دعائیں چاہے کتنی بھی شدت اور اہتمام سے ہوں اپنے اندر اثر نہیں رکھ پاتیں۔

کاشف احمد

24 اگست 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:43	18:44
مدینہ منورہ	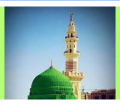	04:38	18:48
قادیان		04:33	19:03
ربوہ		04:13	18:42
اسلام آباد ٹلفورڈ	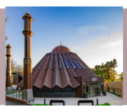	04:34	20:07